المرتب
حضرت علامہ مولانا
حافظ عبدالمجید فریدی
مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال

سوال:

وصف کی تعریف بیان کریں نیز اس کی شرائط قلمبند کریں؟

جواب:

الوصف ہو کون الاسم دالاً الخ

وصف اس اسم کو کہتے ہیں جو ایسی ذات مبہم پر دلالت کرنے والا ہو جس میں بعض کا اعتبار ہو (کالاحمر کالاسود) جیسے احمر، اسود

صفات

وصف کیلئے شرط

وصف کے غیر منصرف بننے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہو نیز وصف کے علامت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا: کیونکہ علامت میں تعیین ہوتی ہے جبکہ وصف میں نہیں بلکہ مبہم ہوتا ہے۔

سوال

مررت بنسوۃ اربع عبارت میں اربع منصرف یا غیر منصرف الخ

جواب

اس مذکورہ عبارت میں اربع میں وصفیت پائی جاتی ہے اور وزن فعل بھی پایا جاتا ہے مگر اس کے باوجود یہ غیر منصرف نہیں کیونکہ وصف کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اصل وضع کے اعتبار سے ہو جبکہ اربع میں وصفیت وضعی نہیں بلکہ اس کی وضع عدد کیلئے ہوئی ہے اس میں وصفیت عارضی ہے لہذا یہ غیر منصرف نہیں بنے گا

سوال

اسود، ازرق، ادھم کی وضاحت کریں۔

جواب

اسود، ازرق اور ادھم کو غیر منصرف کیا گیا ہے۔
کیونکہ اسود اصل وضع کے اعتبار سے ہر سیاہ چیز کو کہا جاتا ہے
بعد میں ایک مخصوص کالے سانپ کا نام ہو گیا۔
اور ازرق اصل وضع کے اعتبار سے ہر چتکبری (سیاہی و سفیدی) چیز کو کہا جاتا ہے، پھر یہ ایک مخصوص چتکبرے سانپ کا نام ہو گیا
اور ایسے ادھم ہر سخت سیاہ چیز کو کہتے ہیں پھر ایک مخصوص بیڑی کا علم ہو گیا۔
تو لہٰذا ان میں وصف اصلی کا اعتبار کرتے ہوئے
ان کو غیر منصرف کہہ دیا۔

سوال

افعیٰ، اجدل، اخیل منصرف کیوں ہیں؟

جواب

افعیٰ فَعْوَۃ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے خبث
اور ایسے اجدل جدل سے مشتق ہے جس کا معنی ہوتا ہے قوۃ
اور اخیل خیلان سے مشتق ہے جس کا معنی تل ہے
تو لہٰذا ان کا ان سے مشتق ہونے میں احتمال ہے ظن ہے
یقین نہیں تو لہٰذا وصف ہونے کی وجہ سے انکو منصرف ٹھہرایا

افعی — بڑا سانپ۔
اجدل — شکرا۔
اخیل — شگون والا (ایک پرندے کا نام)

سوال

صفت عارضہ الغلبہ بیان کرنے کا مقصد مختصراً معلوم کریں؟

جواب

وصف اصلی اور وضع کے اعتبار سے ہو اگر بعد میں
اس میں اسمیت غالب آ گئی تو اس میں وصف اصلی کا
اعتبار کرتے ہوئے اسکو غیر منصرف پڑھا جائے گا۔
مثلاً اسود کسی رجل کا علم ہو جائے تو اسکو وزن فعل اور علم
کی وجہ سے غیر منصرف نہیں بلکہ غلبہ کہتے ہیں اسکو ہیں وہ اسم جو
معنی وصفی پر دال ہو اپنے بعض افراد کے ساتھ ایسے خاص ہو جائے
کہ کسی قرینہ کی ضرورت نہ رہے جیسے اسود سے مراد سیاہ سانپ کا نام
ہے۔ اس کا نام آتے ہی کسی قرینے کے بغیر سانپ کی طرف ذہن جاتا
ہے۔ تو لہٰذا غلبہ اسمیت کی وجہ سے اسکو کوئی نقصان نہیں ہوگا
مگر وہ اسم جو اصل اور وضع کے اعتبار سے نہ ہو لیکن بعد میں
وصفیت والا معنی اس میں پایا جائے تو اسکو منصرف پڑھیں گے۔

سوال ①

تانیث کی تعریف، بمعہ قسم تحریر کریں؟

جواب

وہ اسم جو مونث کی علامت پر مشتمل ہو، اور مونث وہ ہے جو جس میں علامتِ تانیث لفظاً یا تقدیراً پائی جائے۔
گویا باعتبار علامت تانیث کی دو اقسام ہوں گی۔

1. تانیث لفظی، 2. تانیث معنوی۔

1. تانیث لفظی

جس کے لفظوں میں علامتِ تانیث موجود ہو۔

علاماتِ تانیث۔

i۔ آخر میں ۃ تا ہو جو وقفی حالت میں ہ بن جائے جیسے طلحہ، ملائکہ، فاطمہ،

ii۔ الف مقصورہ ہو جیسے حبلیٰ، کبریٰ۔

iii۔ الف ممدودہ ہو جیسے حمرآء، بیضآء

2. تانیث معنوی

جس میں تانیث کی علامت لفظوں میں موجود نہ ہو
جیسے ارض، شمس

فائدہ باعتبار ذات تانیث کی دو اقسام ہیں۔

1. مونث حقیقی 2. مونث لفظی۔

1. مونث حقیقی

ایسی مونث جس کے مقابلہ میں جاندار مذکر ہو

خواہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو یا نہ ہو۔ جیسے امرأۃ اس کے مقابلہ رجل ہے۔

۲۔ مونث لفظی

وہ مونث جس کے مقابلہ میں جاندار مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ

تانیث کیلئے شرط

مونث کے سبب منع صرف بننے کیلئے علمیت کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ تانیث لفظی کا تا بدلتی رہتی ہے جب اس میں علمیت شرط قرار دی جائے گی تو یہ تا بدلے گی نہیں۔ بلکہ ایک کلمہ کا جز بن جائے گی تو لہذا اس وجہ سے علمیت کو سبب تانیث کیلئے شرط قرار دے دیا۔

سوال (۷) تانیث لفظی اور معنوی میں مشابہت کی وضاحت کریں؟

جواب: تانیث لفظی اور معنوی کے درمیان مشابہت پائی جاتی ہے۔ مشابہت کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ مشابہت من کل الوجوہ ۲۔ مشابہت من بعض الوجوہ۔

تانیث لفظی کی مشابہت من کل الوجوہ تو نہیں مگر من بعض الوجوہ ضرور پائی جاتی ہے۔ جس طرح تانیث لفظی میں علمیت شرط ہے اسی طرح معنوی میں بھی شرط ہے۔ تو لہذا علمیت کے اعتبار سے مشابہت پائی گئی۔

سوال (۸) تانیث لفظی اور معنوی میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: تانیث لفظی میں جب علم پایا جائے گا تو اس وقت اسکو غیر منصرف پڑھنا واجب ہے جبکہ تانیث معنوی میں جب علم پایا جائے تو اس کو منصرف پڑھنا اجازت ہے واجب نہیں۔

(۶) (۷)

وضاحت

(۱) تانیث معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط اور غیر عجمی ہو تو اسکو منصرف اور غیر منصرف پڑھا جا سکتا ہے
بھی

(۲) تانیث معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط اور غیر عجمی نہ ہو تو اس کا غیر منصرف میں پڑھنا ضروری ہے جیسے زینب۔

i ثلاثی نہ ہو جیسے زینب۔

ii ثلاثی ہو مگر ساکن الاوسط نہ ہو جیسے سقر

iii ثلاثی بھی ہو ساکن الاوسط بھی ہو مگر عجمی ہو جیسے ماہ ، جور۔

سوال (۴) ہند منصرف یا غیر منصرف ہے؟

جواب

ہند کو منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھنا جائز ہے۔
منصرف اس لیے کہ اس میں مذکورہ شرائط میں سے کوئی نہیں پائی جاتی
اور غیر منصرف اس وجہ سے اس میں علم اور تانیث معنوی پائی جاتی ہے

سوال (۵) دو شرط تحتم تاثیرہ عبارت کی وضاحت کریں۔

جواب

تانیث معنوی کی تاثیر واجب کرنے کیلئے دو شرط ہے کہ جس اسم میں پائی جائے اس میں تین حرفوں سے زائد ہو یا تین حرفی ہو تو درمیان والا حرف متحرک ہو یا عجمہ ہو

اسکی وجہ یہ ہے تین حرفی اسم میں چار حرفی اسم کی بنسبت خفت ہوتی ہے اور چار حرفی اسم میں ثقل
اسی طرح ساکن الاوسط میں متحرک الاوسط کی نسبت خفت ہوتی ہے
اور متحرک الاوسط ثقیل ہوتا ہے۔

(ج)

اور عربی میں خفت ہوتی ہے جبکہ عجمی میں ثقل ہوتا ہے

اور غیر منصرف میں دو علتیں ہوتی ہیں ۔ اور ہر علت فرع ہوتی ہے
اور ہر علت کو کسی کی فرع اعتبار کرتے ہیں اس اسم کی بہ نسبت
ثقل ہوتا ہے جس میں یہ اعتبار نہیں تو غیر منصرف میں دو ثقل ہوں
پس خفت مذکورہ ثقل تانیث کے معارض ہو کر اس کے اثر
کو کمزور کر دے گی ۔ لہٰذا اسم وجوباً غیر منصرف نہ ہوگا ۔ اور مونث معنوی
چار حرفی ہونے کے باعث یا متحرک الاوسط یا عجمی ہونے کے باعث وہ خفت نہ ہوگی
تو تانیث معنوی میں ضعف نہ آئے گا ۔ اور اس کی تاثیر وجوباً ہوگی ۔ تو
وجوباً غیر منصرف ہوگا ۔

سوال ⑥ ۔ زینب ، سقر ، قدم ، عقرب منصرف یا غیر منصرف ؟

جواب ۔

زینب اور سقر دونوں اپنی شرائط کے مطابق غیر منصرف ہیں کیونکہ ان
میں علمیت اور تانیث معنوی (تین حروف سے زائد ہونا ۔ متحرک الاوسط ہونا) کی وجہ غیر منصرف ہے
اور ماہ ۔ جور بھی علمیت اور تانیث معنوی (عجمہ) ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہیں ۔

قدم ۔

اگر کسی مذکر کا علم قرار دیا جائے تو منصرف رہے گا ۔ کیونکہ مونث معنوی
کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ تین حروف سے زائد ہو تاکہ چوتھا حرف مذکر کا علم ہونے کی وجہ سے
فوت شدہ تانیث کے قائم مقام ہو جائے ۔ لہٰذا قدم منصرف رہے ۔

عقرب ۔

عقرب کو کسی مذکر کا علم قرار دیا جائے تو غیر منصرف ہوگا ۔
کیونکہ مذکر کا علم ہونے کی وجہ سے اگرچہ تانیث معنوی فوت ہوگئی لیکن
اس کے قائم مقام چوتھا حرف موجود ہے لہٰذا عقرب میں دو سبب پائے گئے
① علمیت ② تانیث معنوی ۔ تو لہٰذا غیر منصرف ٹھہرا

سوال - معرفہ کی تعریف لکھیں؟ نیز اسکی شرط بھی لکھیں

جواب -

معرفہ سے مراد علم ہے۔ اور علم ہر وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کیلئے وضع کیا گیا ہو اور اس معین چیز کے علاوہ کسی دوسری شئے پر وضع واحد کے ساتھ شامل نہ ہو۔

شرط

ان تینوں علمیت علم کا ہونا معرفہ کیلئے شرط ہے

وضاحت

معرفہ وصف کے علاوہ باقی جملہ اسباب منع صرف کے ساتھ تو جمع ہو سکتا ہے، البتہ وصف کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا کیونکہ وصف مبہم ذات پر دلالت کرتا ہے جبکہ معرفہ معین شئے پر دلالت کرتا ہے۔ دونوں آپس میں اضداد ہیں

سوال

اسماء معارف کل کتنے ہیں نیز ان میں سے صرف علمیت کو ہی خاص کر کے شرط قرار کیوں دیا ہے؟

جواب

اسماء معارف کل چھ ہیں۔

i- اسم اشارہ ii- اسم ضمیر iii- اسم موصول

iv- معرف باللام v- اضافت vi- علم

مذکورہ اقسام میں سے اول دوم سوم (اسم اشارہ، مضمر، اسم موصول)
مبنیات کے ساتھ خاص ہیں۔ اور چونکہ غیر معروف موصوف ہوتا ہے۔
چہارم اور پنجم (معرف باللام - اضافت) غیر معروف کو معروف کر دیتے ہیں۔
باقی علمیت رہ گئی۔ تو لہٰذا معرفہ سے اسی کو ہی شرط قرار دے دیا۔

سوال

معرفہ کو سبب اور علمیت کو شرط قرار کیوں دیا؟
علمیت کو سبب منع صرف کیوں نہیں بنایا؟

جواب

سبب کا دارومدار فرعیت پر ہوتا ہے۔ اور
علمیت کی بہ نسبت معرفہ کا نکرہ کی فرع ہونا زیادہ واضح ہے۔
تو لہٰذا معرفہ کو منع صرف کا سبب اور علمیت کو اسکی شرط قرار
دے دیا۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال — عجمہ کی تعریف نیز اسکی شرائط کی وضاحت کریں؟

جواب —

العجمۃ وھی کون اللفظ مما وضعہ غیر العرب کابراھیم

عجمہ سے مراد وہ اسم ہے جس کو غیر عرب نے وضع کیا ہو جیسے ابراھیم۔

شرائط

عجمہ کا سبب غیر منصرف بننے کیلئے دو شرائط ہیں۔

پہلی شرط: علمیت کا ہونا۔

علمیت کا ہونا اس میں شرط کیوں رکھا؟

عجمہ میں علمیت کا ہونا شرط اس وجہ سے رکھا کہ جو لفظ عربی نہ ہو اس کا ادا کرنا اہل عرب پر دشوار ہے، اور بہت ممکن ہے کہ اہل عرب اس کا ازالہ کرنے کیلئے اس میں کوئی تصرف کریں۔ اور عجمہ کا سبب منع صرف ہونا صرف ثقل رہنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا اس کا جب بعد التصرف ثقل جاتا رہے گا تو پھر عجمہ ہونا منصرف ہوگا۔ تو لہٰذا اس وجہ سے یہ شرط رکھی گئی کہ وہ لفظ عجم میں علم ہو اس لئے کہ اعلام بقدر الامکان تغیر سے محفوظ رہتے ہیں، اگر لجام کسی کا نام رکھ دیا جائے تو یہ غیر منصرف نہ ہوگا بلکہ منصرف ہوگا، اس لئے کہ یہ لغت عجم میں علم نہیں ہے۔ اور عجمہ میں شرط یہ ہے کہ لغت عجم میں حقیقی یا حکمی طور پر علم ہو۔ جیسے قالون عجمہ کی لغت میں بمعنی جیّد اسم جنس تھا۔

(نوٹ حکما علم ہونے سے مراد اہل عرب نقل کرنے سے پہلے اس میں کسی طرح کا تصرف کئے بغیر اسے

لغت عجم سے علمیت کی طرف منتقل کر دیں جیسے قالون ۔

دوسری شرط

دوسری شرط یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے ۔

1. تین حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہو جیسے شَتَر ۔
2. تین حرفوں سے زائد ہو اگر متحرک الاوسط نہ ہو جیسے ابراہیم ۔

سوال

نُوح ، شَتَر ، ابراہیم منصرف ہے یا غیر منصرف ؟

جواب

کلمہ نوح منصرف ہے ۔ کیونکہ علمیت تو اس میں پائی جاتی ہے مگر سبب ثانی عجمہ نہیں کیونکہ عجمہ کیلئے شرط ہے کہ اگر کلمہ تین حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہو جبکہ یہ متحرک الاوسط نہیں بلکہ ساکن الاوسط ہے ۔

جبکہ شَتَر میں یہی شرط موجود ہے کہ یہ دیار بکر میں ایک قلعہ کا نام ہے ۔ تو یہ علم ہوا اور دوسرا سبب عجمہ بھی اس میں موجود اپنی شرط کے ساتھ موجود ہے تو لہٰذا یہ غیر منصرف ہوگا ۔

اسی طرح ابراہیم زیادہ علی الثلاثہ اور علم ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے ۔

سوال کتنے انبیاء کے نام منصرف اور غیر منصرف ہیں ۔

جواب

انبیاء علیہم السلام میں صرف چھ انبیاء کرام
کے اسماء منصرف ہیں باقی جملہ غیر منصرف ہیں ۔
وہ چھ اسماء جو منصرف ہیں وہ درج ذیل ہیں ،

1 صالح علیہ السلام — 4 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
2 ھود علیہ السلام — 5 لوط علیہ السلام
3 شعیب علیہ — 6 نوح علیہ السلام

ان میں سے پہلے چار (صالح ۔ ھود ۔ شعیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
منصرف اس وجہ سے ہیں کہ ان میں سبب علمیت تو موجود ہے جبکہ
دوسرا سبب موجود نہیں ،
جبکہ نوح اور لوط میں عجمہ والی شرط مفقود ہے
تو لہذا اس وجہ سے یہ دونوں بھی منصرف ٹھہرے

(الجمع هو سبب قائم مقام سببین)

سوال

جمع کا سبب کتنے سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے؟ نیز اسکی شرط تحریر کریں؟

جواب

جمع کا سبب ایک ایسا سبب ہے جو دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔ مگر اس کیلئے شرط یہ ہے کہ جمع صیغہ منتہی الجموع پر ہونی چاہیئے۔ اگر جمع صیغہ منتہی الجموع کے وزن پر نہیں ہوگی تو غیر منصرف نہیں بلکہ منصرف ہوگا جیسے رِجَالٌ، مُسْلِمُوْنَ یہ منصرف ہیں حالانکہ یہ جمع ہیں۔ لیکن چونکہ منتہی الجموع کے طریقہ پر نہیں ہیں تو لہذا اس وجہ سے یہ منصرف ہونگے۔

سوال

صیغہ منتہی الجموع کسے کہتے ہیں؟ نیز اسکی شرط بھی لکھیں

جواب

جمع منتہی الجموع اس جمع کو کہتے ہیں جو جمع تکسیر کے ساتھ دوبارہ جمع نہ لائی جا سکے

صیغہ منتہی الجموع وہ ہوتا ہے جس کا حرف اول مفتوح اور تیسرا حرف الف ہو اور الف کے بعد دو حرف ہوں جیسے مَسَاجِدُ یا الف کے بعد تین حرف ہوں جن کا درمیانہ حرف ساکن ہو جیسے مَصَابِیْحُ، مَفَاتِیْحُ۔ اگر الف کے بعد ایک حرف ہو تو مشدد ہو جیسے دَوَابٌّ۔ صاحب کا صیغہ منتہی الجموع کیلئے بھی ایک شرط ضروری ہے کہ اگر منتہی الجموع کے آخر میں اسم تا ہو جو وقف حالت میں ہا بن جائے تو وہ کلمہ غیر منصرف نہیں بنے گا بلکہ منصرف رہے گا: جیسے فَرَازِنَة

اعتراض

بغیر ھا کے ہونا شرط کیوں رکھا گیا ؟

جواب

جمع منتہی الجموع کیلئے بغیر (ۃ) کے ہونا اس وجہ سے شرط رکھا کہ اگر یہ جمع مع الھاء ہوتی تو مفردات کے وزن پر ہو جاتی ۔ جیسے فرازنۃ یہ کراھیۃ ، طواعیۃ کے وزن پر ہے جو کہ مفرد ہیں تو لہذا قوت جمعیت میں فتور پیدا ہو جاتا جو دوسری سببوں کے قائم مقام ہونے کی صلاحیت نہیں رکھ سکتا ۔ اس وجہ سے اس کیلئے یہ شرط رکھی گئی

سوال

جمع کیلئے منتہی الجموع کی شرط کیوں رکھی گئی ؟

جواب

مصنف نے جمع سبب منع صرف ہونے کیلئے صیغہ منتہی الجموع اس لیے شرط رکھا تاکہ صیغہ جمع تغیر سے محفوظ ہو کر سببیت کا اثر کر سکے ۔

سوال

مساجد ، دوابّ ، مصابیح ، مفاتیح کیا غیر منصرف ہیں یا منصرف ؟

جواب

یہ مذکورہ الفاظ غیر منصرف ہیں کیونکہ ان میں جمع کی شرط موجود ہے ، تو لہذا یہ غیر منصرف ہونگے ۔

سوال

۔ فرازنۃ اور حضاجر اور کلمہ سراویل منصرف ہیں۔ یا غیر منصرف؟

جواب

یہ کلمہ فرازنۃ منصرف ہے کیونکہ جمع منتہی الجموع ہونے کیلئے ایک شرط یہ ہے کہ اس کلمے کے آخر میں تا نہ ہو تو جبکہ اس کے آخر میں ایسی تا موجود ہے جو کہ وقفی حالت میں ہا بن جاتی ہے تو لہذا اس میں جمع منتہی الجموع کی شرط نہیں ہے، تو یہ منصرف ہوا۔

حضاجر

کلمہ حضاجر یہ (عَلَمًا للضبع) ایک بجو کا علم ہے، یہ صاحب کافیہ کے نزدیک غیر منصرف ہے۔ چونکہ فعالِل کے وزن پر منتہی الجموع کی شرائط کے ساتھ پورا اتر رہا ہے۔ تو لہذا یہ غیر منصرف ہوا

اعتراض

حضاجر کو منصرف پڑھنا چاہیے کیونکہ اس میں صرف ایک سبب علمیت ہے، اور دوسرا منتہی الجموع قرار دینا درست نہیں کیونکہ یہ اسم جنس ہے، ایک بجو پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، اور دو یا دو سے زائد پر بھی۔

جواب

منتہی الجموع میں عموم ہے۔ خواہ اصل کے اعتبار سے جمع ہو یا فی الحال جمع ہو تو کلمہ ضخاجر اگرچہ بعد ایک جمع کا حکم بنا دیا گیا ہے۔ عظیم البطن ہونے کا ہے سکن اصل میں یہ ضخبر کی جمع ہے گویا ہر فرد اس کا عظیم البطن ہونے میں ایک جماعت کے برابر ہے عدل استعمال علیہ

سراویل

ایک قول کے مطابق یہ غیر منصرف ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق یہ منصرف ہے۔

جن ائمہ نحو کے نزدیک یہ غیر منصرف ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ عجمی لفظ ہے اسکے صیغ وزن الفاظ اناعیم اور مصابیح وغیرہ ہیں۔ انہی پر محمول کرتے ہوئے اسکو غیر منصرف پڑھا جائے گا۔ ان کے نزدیک جمع کی دو اقسام ہیں
1۔ جمع منتہی الجموع حقیقی 2۔ منتہی الجموع حکمی تو لہذا سراویل منتہی الجموع حکمی ہوا۔

2۔ غیر منصرف کہنے والوں نے ایک اور دلیل یہ دی ہے کہ جن میں علامہ مبرد نحوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ عربی لفظ ہے کہ یہ لفظ چونکہ عربی میں غیر منصرف استعمال ہوتا تھا۔ لیکن اس میں غیر منصرف ہونے کا کوئی سبب نہ تھا۔ تو اس وجہ سے اس کا مفرد سروالۃ فرض کر لیا گیا۔ تو انکے نزدیک جمع کی دو اقسام ہیں۔
1۔ جمع حقیقی 2۔ جمع تقدیری۔ تو لہذا سراویل سروالۃ کی جمع تقدیری ہوئی

سے جو لوگ سراویل کو غیر منصرف کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اسم جنس ہے واحد اور تنکیر پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر اس میں جمعیت منتہی الجموع کی شکل ہے اور منتہی فی الاصل ہے۔ تو لہذا یہ غیر منصرف ہوگا۔

فائدہ

ہر وہ جمع ناقص جو فواعل کے وزن پر ہو خواہ وہ ناقص یائی ہو جیسے جواری یا ناقص واوی ہو جیسے دواعی اسکا اعراب حالت رفعی و جری میں قاضی کی طرح ہوگا۔

نوٹ

بعض نحویوں کی اس جوار اور دواع کے بارے میں رائے یہ ہے کہ یہ غیر منصرف ہے اور بعض کی رائے ہے کہ یہ منصرف ہے۔ اگر حالت نصبی تو بغیر اختلاف کے غیر منصرف ہے جیسے رایت جواری۔ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہونے کے اعتبار سے یہ غیر منصرف ہے لیکن اختلاف رفعی حالت اور جری حالت میں ہے۔ اس کے بارے میں 3 (تین) مذاہب ہیں۔

i. علامہ زجاج نحوی کہتے ہیں کہ جوار تعلیل سے قبل اور بعد میں منصرف ہوگا۔

ii. کسائی کا قول ہے کہ قبل از تعلیل اور بعد از تعلیل جوار غیر منصرف ہوگا۔

iii. خلیل، سیبویہ، مبرد کا قول ہے کہ تعلیل سے قبل منصرف اور تعلیل کے بعد غیر منصرف ہوگا۔

سوال۔
ترکیب کی تعریف بیان کریں؟

جواب۔
وهو جعل شيئين او اكثر كلمة واحدة من غير حرفية جزء كبعلبك۔

ترکیب دو کلموں یا اس سے زائد کو اس طور پر ایک ہونے کو کہتے ہیں کہ جزء حرفیۃ لازم نہ آئے جیسے بعلبک، معدیکرب۔
یعنی وہ دو اسموں سے مرکب ہو حرف کو داخل ہونا منع ہو۔

وضاحت

مصنف نے اسباب منع صرف میں سے ساتواں سبب ترکیب کی تعریف بیان کی ہے کہ مصنف نے ایک قید کا اضافہ النجم اور بصری کو نکالنے کیلئے لگایا ہے، کیونکہ النجم ترکیب تو ہے۔ لیکن ایک حرف اور ایک اسم سے مرکب ہے اسی طرح بصری بھی مرکب تو ہے لیکن یائے نسبتی سے مرکب ہے جو کہ حرف کا قائم مقام ہے، تو لہذا مصنف نے انکو خارج کرنے کیلئے من غیر حرفیۃ جزء کی قید لگا دی کہ ترکیب دو اسموں سے ہوگی حرف سے نہیں ہوگی۔

سوال۔ سبب منع صرف ترکیب کی شرائط کی وضاحت تحریر کریں؟
جواب۔ ترکیب کا سبب منع صرف بننے کیلئے ایک شرط وجودی اور دو عدمی ہیں۔
وجودی شرط یہ ہے کہ ترکیب علم ہو۔ علم کی شرط اس وجہ سے رکھی گئی ہے کہ ترکیب میں باہمی ارتباط احتیاج یقیناً کسی

عارضی کی وجہ سے ہوگا۔ اور ترکیب اضافی ہوگی۔ اور ایک

فائدہ یہ بھی ہے کہ ہر چیز کسی عارضی زوال پذیر ہوتی ہے

اس سے ممکن ہے کہ بعد زوال عارضی ترکیب بھی زائل ہو جائے۔

اس کو زوال سے محفوظ کرنے کیلئے علمیت کی شرط لگا دی۔

عدم شر الشرط ہو میں (ان لا یکون الاضافۃ والاسناد)

وہ یہ ہیں کہ ان میں یعنی ترکیب کے سبب منع ہو جانے کیلئے اس

میں اضافت اور اسناد نہ ہو۔ کیونکہ اضافت غیر منصرف کو

منصرف کر دیتی ہے یا اس کے حکم میں کر دیتی ہے کیونکہ اسی ہے

غلام زید منصرف ہوگا کیونکہ اس میں اضافت پائی جا رہی ہے

اور اسناد نہ ہو اس لیے کہ جو کلمے اسناد پر مشتمل ہوتے ہیں

وہ از قبیل مبنیات ہوتے ہیں۔ جبکہ ہماری مراد غیر منصرف جو کہ معرب ہے

سوال

تابط شرا اگر کسی کا علم ہو تو منصرف ہے یا غیر منصرف؟

جواب

تابط شرا یہ منصرف ہے کیونکہ اگرچہ اس میں شرطیں ہیں

لیکن وہ ترکیب اسنادی ہے۔ اگرچہ کسی کا علم بھی ہو لیکن چونکہ

اس میں بناء پیدا ہو گئی ہے تو یہ قبل العلمیت بھی منصرف ہوگا۔

اور بعد العلمیت بھی منصرف ہوگا۔

سوال

(مشہور نحوی کا نام)
سیبویہ، نفطویہ، عشر وستۃ وستۃ عشر
متصرف ہیں یا غیر متصرف؟

جواب

سیبویہ اور نفطویہ اگرچہ مرکب امتزاجی ہیں اور اسی طرح
عشر وستۃ وغیرہ اگر ان سے حرف عطف کو حذف کیا جائے
تو یہ مرکب متضمن بحرف عطف ہیں۔ تو ان سے حرف عطف کو حذف
کرکے مبنی کر دیا گیا۔ اسی طرح سیبویہ اور نفطویہ بھی مرکب کو
کا مبنا ہے منصرف نہیں ہے کیونکہ یہ مرکب امتزاجی ہیں۔ کیونکہ یہ سبب
اسمائے اصوات میں جو اسناد پر مشتمل ہیں۔

سوال

الف نون زائدہ تان کا منع صرف کیلئے سببیت کا باعث کیا ہے؟

جواب

اسکی دو وجہیں بیان ہوتی ہیں۔

۱۔ ان دونوں کا زائدہ ہونا جس پر انکو زائد کہا گیا ہو اسکی فرع ہونا۔

۲۔ انکی سببیت کا ادراک و علت سے بھی بیان ہوا کہ اسکی الفی التانیث مقصورہ و ممدودہ کے ساتھ مشابہت ہے۔

حاصل کلام

یہ ہوا کہ الف نون زائدہ تان چونکہ بعد ملنے کی فرع ہیں اس لیے یہ دونوں اسم کو صرف سے روک دیتے ہیں۔ یا یہ کہ یہ دونوں الف مقصورہ والف ممدودہ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ پس اس مشابہت کے باعث اس میں فرعیت کلمہ پائی گئی۔ اس لیے یہ منع صرف کا سبب بن گئے۔

سوال

شرطہ مصنف کے اس قول میں لا ضمیر کا مرجع کون ہے؟

جواب۔ شرطہ میں لا ضمیر مفرد الف نون زائدہ تان کی طرف راجع ہے۔

اعتراض

راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت نہیں ہے کیونکہ راجع ضمیر مفرد اور مرجع تثنیہ ہے۔ تو لہذا یہ درست نہیں۔ راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت ضروری ہے۔

جواب

الف والنون زائدتان میں واؤ بمعنی مع ہے کہ تو یہ دونوں مل کر ایک سبب بن گئے ہیں۔ پس اس اعتبار سے انکی طرف مفرد ضمیر لوٹانا بھی جائز ہے۔

سوال

الف نون زائدتان کی شرائط کی وضاحت کریں؟

جواب: الف نون زائدتان دو حال سے خالی نہ ہوگا اسم ہونگے یا صفت میں اگر علم میں ہوں تو اس وقت الف نون زائدتان کے سبب منع صرف بننے کیلئے علمیت کو شرط قرار دیا گیا۔ علمیت کو شرط اس وجہ سے قرار دیا تاکہ الف و نون کی زیادتی کے لزوم کو محقق و موثر کرنے کیلئے یعنی یہ اسم کے ساتھ اتنا لازم ہو جائے کہ اس کو جدا کرنا ممکن نہ ہو جیسے عمران و عثمان یا دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ الف نون زائدتان پر تاء تانیث کا دخول ممتنع ہو جائے۔ اور ان دونوں کی شابہت الف مقصورہ و ممدودہ کے ساتھ متحقق و موکد ہو جائے۔

ب: اگر الف نون زائدتان کسی صفت میں واقع ہوں تو اس وقت اس کیلئے شرط یہ ہے کہ اسکی مونث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو اور ایک قول کے مطابق اسکی مونث فعلی کے وزن پر ہو:

صفت کے فعلانۃ کے وزن پر نہ ہونے کی قید اس وجہ سے لگائی تاکہ تاء تانیث کا دخول ممتنع ہو جائے تاکہ اسکی شابہت باقی رہے۔ اسی لیے عریان منصرف ہے کیونکہ اسکی مونث عریانۃ آتا ہے

سوال: کلمہ رحمان منصرف یا غیر منصرف؟

جواب:

کلمہ رحمن کے بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے۔
جس صفت کے آخر میں الف نون زائدتان ہو اسکی مونث فعلانۃ کے
وزن پر نہ ہو، انکے نزدیک یہ غیر منصرف ہوگا کیونکہ اسکی مونث رحمانۃ آتی ہے
پس —
جبکہ نحویوں کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جس صفت کے آخر میں
الف نون زائدتان ہونگے اس کیلئے شرط ہے کہ اسکی مونث فعلیٰ کے
وزن پر ہو، چونکہ کلمہ رحمان کی مونث ہے ہی نہیں تو فعلیٰ کے وزن پر
کب ہوگی۔ تو لہذا شرط کے مفقود ہونے کی بناء پر یہ منصرف ہوگا۔

سوال: سکران، ندمان منصرف ہیں یا غیر منصرف؟

جواب:

نحویوں کا سکران میں کوئی اختلاف نہیں بالاتفاق
یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اسکی مونث سکریٰ آتی ہے (بروزن فعلیٰ)
تو جنہوں نے وجود فعلیٰ کی شرط لگائی ہے انکی شرط بھی پوری ہوئی اور
جنہوں نے انتفاء فعلانۃ کی شرط لگائی ہے انکی شرط بھی پوری ہوئی۔
تو لہذا یہ غیر منصرف ہوا —
کلمہ ندمان اگر بمعنی ندیم ہو تو بالاتفاق منصرف ہے کیونکہ
اس صورت میں اسکی مونث فعلانۃ آتی ہے اور اگر بمعنی نادم ہو تو
بالاتفاق غیر منصرف ہے کیونکہ اسکی مونث فعلیٰ کے وزن پر ندمیٰ آتی ہے
تو لہذا یہ غیر منصرف ہوا۔

خلاصہ

الف نون زائدہ تان

اسم کے آخر میں ہونگے۔
اس میں بھی شرط علمیت ہے
جیسے عمران
عثمان

کسی صفت کے آخر میں ہونگے۔

اسکی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو۔
جیسے رحمان

اسکی مؤنث فعلی کے وزن پر ہو
جیسے سکران
سکری

سوال

وزن فعل سے مصنف کی مراد واضح کریں؟ اور اسکی شرائط کی وضاحت کریں

جواب

(وهو كون الاسم على وزن يُعَدُّ من اوزان الفعل)
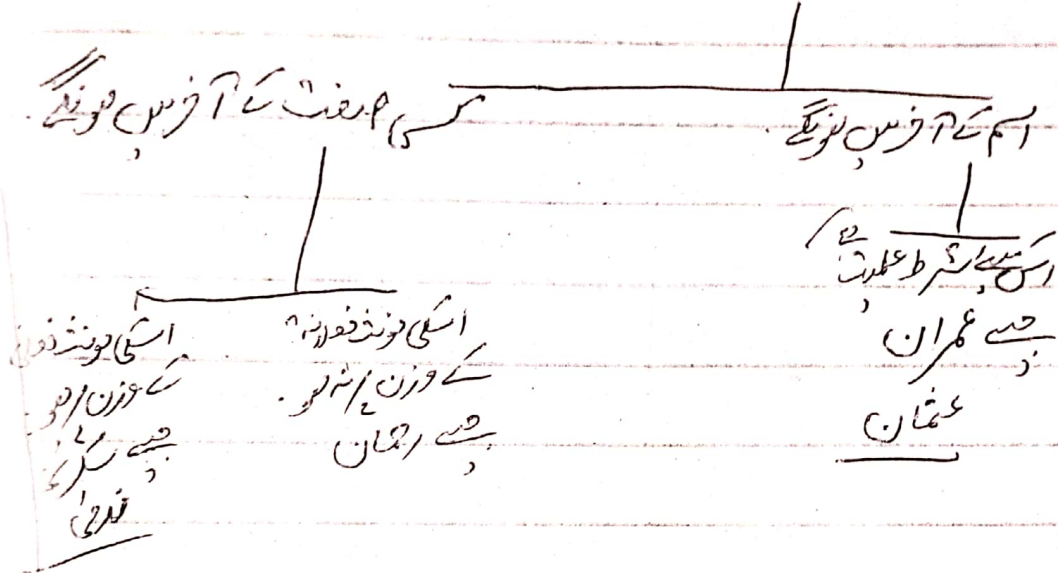
مصنف کی وزن فعل سے مراد اسم کا ایسے وزن پر ہونا ہے جو اوزان فعل سے شمار ہوتا ہے

شرط

کسی اسم کا وزن فعل پر ہونا منع صرف کیلئے سبب بننا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا سبب منع صرف بننے کیلئے دو شرطوں میں سے ایک شرط کا پایا جانا لازمی ہے

پہلی شرط: پہلی شرط یہ ہے کہ وہ اسم فعل سے منقول ہو کر پایا جائے۔ جیسے شَمَّرَ، یہ تشمیر سے ہے۔ اب یہ فعل سے منقول ہو کر ایک گھوڑے کا علم ہو گیا۔ اور مناسبت دونوں کے درمیان یہ ہے کہ تشمیر کا معنی ہے دامن سمیٹنا۔ کوئی شخص تیز رفتاری کا ارادہ کرتا ہے تو دامن سمیٹتا ہے۔

اسی طرح بَذَّرَ تبذیر سے ہے۔ جس کا معنی اسراف ہے۔ پھر مکہ مکرمہ کے ایک کنوئیں [illegible] یعنی زمزم کا نام رکھ دیا گیا۔

اسی طرح [illegible] منہ کے بل گر پڑنے کو کہتے ہیں۔ لیکن اب یہ ایک بلند جگہ یعنی ٹیلے کا نام رکھ دیا گیا۔

ویسے ہی دوسرا اقتباس خُضَّمَ تخضیم سے مشتق ہے۔ جس کا معنی منہ بھر کر کھانے کے ہیں۔ بعد میں خُضَّمَ ایک شخص بنی تمیم میں عنبر بن عمرو کو کہنے لگے کہ یہ شخص ایک دم منہ میں بہت سا کھانا ٹھونستا تھا پھر اس کے تمام افعال میں جو خصوصیت سے اسمیت کی طرف نقل کئے گئے۔

اور اسی طرح ضُرِبَ جب کسی کا نام رکھ دیا جائے تو یہ غیر منصرف بن جائے گا ـ

اعتراض

بَقَّمُ و شَلَّمُ ان میں ابتداءً وزن فعل بھی ہے اس کے باوجود یہ افعال نہیں اسماء ہیں ـ

جواب

بقّم اور شلّم کی مانند جو بھی اوزان عربی میں فعلیت نہ پائی جائے تو یہ اسی کے سبب عجمیت سے عربیہ کی طرف نقل کئے گئے ہیں ـ
جبکہ ہماری بحث لغت عربیہ اصلیہ کے بارے میں ہے

فائدہ ـ بقّم معروف رنگ سرخ کو کہتے ہیں
ـ شلّم ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے

اعتراض

ضَرَبَ فعل معروف کا صیغہ ہے اور ضُرِبَ فعل مجہول کا صیغہ ہے اسکو بھی معروف ذکر کیا جاتا تاکہ شَمَّرَ کے ساتھ مطابقت ہو جاتی ـ

جواب

ضُرِبَ فعل مجہول کا صیغہ اس وجہ سے لائے کہ یہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہے ـ اور معروف کا صیغہ ضَرَبَ یہ وزن فعل کے علاوہ فعل کے ساتھ مختص نہیں یہ اسم میں بھی پایا جاتا ہے
جیسے حَجَرٌ، شَجَرٌ، مَدَرٌ

دوسری شرط

اگر وہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ کبھی اسم میں بھی اور کبھی فعل میں بھی استعمال ہوتا ہو تو اس کے غیر منصرف بننے کیلئے شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں علامات مضارع میں سے ایک موجود ہو جیسے
جیسے یشکر، تغلب، نرجس، احمر ـ لیکن اس میں بھی ایک شرط

ہے، کہ اسکی آخر میں ایسی تا نہ ہو جو وقف کی حالت میں ھا بن جائے ورنہ منصرف ہوگا۔

حروف زائد (علامت تانیث) کا دخول شرط ہے اسلئے قرار دیا تاکہ فرع کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے اور عدم دخول تا کی وجہ سے عجمیت کا غلبہ نہ ہوگا۔

سوال

یعمل منصرف یا غیر منصرف؟

جواب

یہ منصرف ہے کیونکہ اسکی آخر میں تا آتی ہے اور یہاں بھی مثال میں آتی ہے مثال میں تاء جو مؤنث کیلئے ہوتی ہے ناقۃ یعملۃ۔ تو گویا اس پر دخول تا کی وجہ سے منصرف ہوا۔

سوال احمر منصرف یا غیر منصرف؟

جواب

یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اسکی ابتداء علامت مضارع ہے اور اسکی مؤنث تا کے ساتھ بھی نہیں آتی تو گویا یہ غیر منصرف ہوا اور وصف کی اسم میں اصالت کی شرط ہے۔

فائدہ ۴

(وفائدۃ علمیۃ مؤثرۃ)

اس مذکورہ عبارت میں مصنف نے ایک فائدہ بیان فرمایا ہے۔
کہ ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت مؤثر ہوتی ہے۔ جب اس
کو نکرہ بنا دیا جائے تو منصرف ہو جاتا ہے۔

علمیت کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

1. کبھی علمیت منع صرف میں سبب اور شرط بن کر مؤثر ہوتی ہے
جیسے معرفہ، تانیث لفظی و معنوی، عجمہ، ترکیب، الف نون زائدتان

2. کبھی علمیت منع صرف میں صرف سبب ہو کر مؤثر ہوتی ہے جیسے
عدل اور وزن فعل۔ جبکہ وصف میں علمیت نہ ہی سبب
اور نہ ہی شرط ہو کر مؤثر ہوتی ہے۔ کیونکہ علمیت خصوصیت اور وصفیت
عمومیت کا اقتضا کرتی ہے۔ تو لہذا یہ دونوں متضاد ہیں۔

فائدہ ۵

جب کوئی غیر منصرف اسم جس میں علمیت مؤثر ہوتی ہے
نکرہ ہوتے ہی منصرف ہو جاتا ہے کیونکہ علمیت بذات خود سبب بھی ہے
اور دوسرے سبب کیلئے شرط بھی ہے۔ تو جب علمیت ختم ہو جائے گی
تو وہ سبب بھی مؤثر نہ ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ اذا فات الشرط فات المشروط
تو اسم میں کوئی سبب باقی نہ رہا۔ تو لہذا اسم منصرف ہوگا۔
جن میں علمیت بطور سبب ہے۔ شرط نہیں مثلاً عدل
اور وزن فعل۔ یہ بھی جب نکرہ واقع ہونگے منصرف بن جائیں گے۔ کیونکہ
علمیت کے ختم ہونے کی وجہ سے باقی ایک سبب بچ جائے گا تو وہ غیر منصرف
نہیں بن سکتا۔

۵

فائدہ ⑤ اسم کو نکرہ بنانے کی صورتیں -

دو صورتیں مذکور ہیں -

۱ جب علم سے وصف مشہور مراد لیا جائے جیسے مثل فرعون موسیٰ کی
فرعون سے مراد باطل پرست لیا جائے اور موسیٰ سے مراد حق پرست
یعنی ہر باطل پرست کے مقابلہ میں کوئی حق پرست ہوتا ہی ہے ، تو لہذا
اس مثال میں دونوں علم سے وصف مشہور مراد لینے کے سبب
یہ دونوں نکرہ بن گئے -

۲ علم کی مسمّیٰ کی جماعت میں سے ایک فرد مراد لیا جائے مثلاً
(زید) ایک جماعت کا نام ہو تو رأیت زیداً کہنے والا اس جماعت
میں سے ایک فرد غیر معین مراد لے تو یہ نکرہ بن جائے گا کیونکہ اس میں
متعین نہیں کہ فلاں زید مراد ہے ۔

اعتراض

آپ نے کہا کہ عدل اور وزن فعل کے ساتھ علمیت بطور سبب
آتی ہے ۔ بطور شرط نہیں ۔ تو ممکن ہے ایک اسم میں تین سبب پائے جائیں ۔ علمیت ، عدل اور
وزن فعل ۔ جب علمیت ختم ہو جائے گا تو عدل اور وزن فعل باقی رہیں گے تو دو
سببوں کے پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا ۔ جبکہ آپ کا قاعدہ یہ ہے کہ
علمیت کے ختم ہونے سے وہ منصرف ہوگا ۔

جواب

وهما متضادان الخ

سے اس اعتراض کا جواب دیا کہ
عدل اور وزن فعل دونوں آپس میں متضاد ہیں ۔ ایک اسم میں دونوں
جمع نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ عدل اور وزن فعل کے اوزان ہی مختلف ہیں ۔ تو
آپ کے مفروضے کی بنیاد ہی ختم ہوگئی ۔

(عدل کے اوزان مندرجہ ذیل ہیں)

1. فُعَال جیسے ثُلاثُ. 4. فَعَلُ جیسے سَحَرُ
2. مَفْعَلُ جیسے مَثْلَثُ. 5. فُعَلُ جیسے اُفُس
3. فُعَلُ جیسے اُخَرُ. 6. فَعَالِ جیسے قَطَامِ

ان مندرجہ بالا میں سے کوئی ایسا وزن نہیں جو فعل کے اوزان معتبرہ میں سے ہو۔

فائدہ

(وخالف سیبویہ)

امام اخفش اور جمہور نحاۃ کا مذہب یہ ہے کہ جب کسی علاقہ کو شرعی بنا دیں اور اسکی وصفیت علمیت کی وجہ سے زائل ہو جائے تو جب اسے دوبارہ نکرہ بنایا جائے گا تو وہ منصرف ہوگا۔ کیونکہ زائل شدہ وصفیت کا دوبارہ اعتبار نہیں کیا جاتا — مگر سیبویہ نے اسکی مخالفت کی ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وصفیت زائل نہیں ہوئی بلکہ ایک مانع کے سبب اس کا اعتبار مشکل تھا یعنی علمیت۔ جب وہ مانع ختم ہوگیا تو وصفیت واپس لوٹ آئیگی۔
تو لہذا سیبویہ کے نزدیک احمر اور سکران کو جب نکرہ بنا دیا جائے گا وصفیت لوٹ آئیگی تو یہ غیر منصرف ہونگے۔ (اعتراض)

جبکہ اخفش کے نزدیک منصرف ہونگے۔

(ولا یلزمہ باب حاتم)

یہ مقدر اعتراض کا جواب ہے جو امام سیبویہ پر ہوتا ہے کہ احمر کی وصفیت اصلی کا اعتبار کرکے اسکو غیر منصرف کیا ہے۔ تو حاتم کو غیر منصرف کیوں پڑھتے ہو حالانکہ اس میں بھی دو سبب وصفیت والا اور علمیت پائے جاتے ہیں۔

جواب

ولا یلزمہ الخ سے اعتراض کا جواب دیا کہ حاتم وصف اصلی کا اعتبار اس لیے نہیں کیا کہ اس میں دو متضاد چیزوں کا اجتماع لازم آتا ہے

یعنی علمیت اور وصفیت تو لکڑا پر موقوف رہتے تھا ہے

اعتراض

باب حاتم کے ساتھ باب اضافہ کیوں کیا؟

جواب:

باب کا اضافہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اعتراض وجواب صرف حاتم کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس سے مراد ہر وہ اسم ہے۔ جس میں علمیت پائی جائے اور الف نون کے اعتبار سے وصف ہو۔

قاعدہ نمبر 2

(ویجر الباب باللام الخ)

یہاں سے ایک قاعدہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ سابقہ قاعدوں کو بیان کرتے ہوئے مصنف نے غیر منصرف کا حکم بیان کیا (ان لا کسرۃ ولا تنوین) کہ غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہاں پر وضاحت فرماتے ہیں کہ جب اسی اسم پر الف لام ~~الف~~ کو داخل کر دیا جائے یا اسے دوسرے اسم کی طرف مضاف کر دیا جائے تو حالت جر میں اس پر کسرہ آ جائیگا۔ جیسے مررت بالاحمر اور اضافت کی مثال: مررت باحمدکم۔ کیونکہ اس صورت میں غیر منصرف کی جو بہت فعل کے ساتھ تھی وہ ختم ہو جائیگی کیونکہ الف لام کا دخول اور اضافت یہ اسم کے خواص ہیں۔ لہذا ~~فعل~~ فعل سے مشابہت کے ختم ہونے سے اس پر کسرہ داخل ہو سکتا ہے۔

اعتراض (ینجر بالکسرہ) ینجر کے ساتھ کسرہ کی اضافت کیوں کی؟

جواب: جر کی دو حالتیں ہیں۔ لفظی، تقدیری۔ تو اس بات کی وضاحت کیلئے کہ جری حالت میں اعراب لفظی ہوگا تقدیری نہیں۔ اور ینجر اس لئے کہا کہ یہ معرب کا اعراب ہے مبنی کا نہیں۔

المرفوعات

سوال

المرفوعات کی ترکیبی حیثیت واضح کریں؟

جواب

اسکی ترکیبی حیثیت میں مختلف احتمالات ہیں۔ جن میں سے تین بیان مذکور ہیں۔

1. المرفوعات خبر ہے۔ (اصل عبارت یوں ہوگی)۔ (ھٰذہٖ المرفوعات)
2. المرفوعات مبتدا ہے۔ اسکی خبر محذوف ہے۔ (المرفوعات ھٰذہٖ)
3. المرفوعات کو منصوب بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ مفعول ہونے کی بناء پر۔ اصل عبارت یوں ہوگی۔ (خُذِ المرفوعات) یا (اِشْرَعِ المرفوعات)۔

سوال

المرفوعات کی واحد کیا ہے؟

جواب

المرفوعات کی واحد المرفوع ہے۔ چونکہ اکثر یہ کلمہ مذکر کی صفت واقع ہوتا ہے (مثلاً الاسم المرفوع) اور موصوف اور صفت میں مذکر و مؤنث ہونے کے اعتبار سے مطابقت کا ہونا ضروری ہے۔ تو لہٰذا مرفوعات مرفوعۃ کا جمع نہیں بلکہ المرفوع کا جمع ہے۔

اعتراض

اگر اسکی واحد مذکر ہے تو جمع الف وتا (المرفوعات) کے ساتھ نہیں لائی جاسکتی؟

جواب

اہل عرب کے نزدیک ایسا کلمہ جو مذکر لایعقل کی صفت واقع ہو رہا ہو اسکی جمع الف وتا کے ساتھ بھی لائی جاسکتی ہے۔ جیسے الایام الخالیات۔ خالی کی جمع ہے۔ جسکو الف وتا کے ساتھ لایا گیا ہے۔ اسی طرح (صافنات صافن کی جمع) (سجلات سجل کی جمع ہے)

سوال

مرفوع کی تعریف کریں نیز علامات (فاعل) مرفوع بیان کریں؟

جواب

المرفوع ما اشتمل علی علم الفاعلیۃ۔

مرفوع وہ اسم ہے جو فاعلیت کی علامت پر مشتمل ہو۔

فاعلیت کی علامتیں تین ہیں

i. وھی الضمۃ (ضمہ) جیسے ضرب زیدٌ، جاءنی موسیٰ جاءنی ھولاء

ii. والواو (واؤ) ضرب الزیدون۔

iii. والالف (الف) ضرب الزیدان۔

سوال

مرفوعات کل کتنے اور کون سے ہیں؟

جواب

مرفوعات کل آٹھ ہیں۔

1. فاعل 2. مفعول مالم یسم فاعلہ 3. مبتدا 4. خبر

5. حروف مشبہ بالفعل کی خبر 6. افعال ناقصہ کا اسم 7. لائے نفی جنس کی خبر

8. ما ولا المشبہتان بلیس کا اسم۔

سوال

فاعل کی تعریف مع مثال کریں؟

جواب

وھو ما اسند الیہ الفعل او شبہہ وقدم علیہ علی جھۃ قیامہ بہ مثل قام زیدٌ و زیدٌ قائمٌ ابوہٗ۔

فاعل وہ اسم ہے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل کا اسناد کیا گیا ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہونے کی وجہ سے مقدم ہو (فعل کی مثال قام زیدٌ) (زیدٌ قائمٌ ابوہٗ) یہ شبہ فعل کی مثال ہے۔

اعتراض

فاعل کو باقی مرفوعات پر مقدم کیا ہے اسکی وجہ تحریر کریں؟

جواب

1: فاعل جمہور کے نزدیک تمام مرفوعات کا اصل ہے کیونکہ فاعل جملہ فعلیہ کا لازمی جز ہے۔ اس لیے فاعل کا حذف کرنا جائز نہیں جب تک اس کا قائم مقام نہ ہو۔ اور جملہ فعلیہ تمام جملوں میں اصل ہے۔

2: فاعل کا عامل قوی ہوتا ہے اور جبکہ مبتدا کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ ضعیف ہوتا ہے اس لیے لفظی عامل والے کو مقدم کر دیا۔

قاعدہ

فاعل ہمیشہ فعل کے ساتھ متصل ہوتا ہے۔ اگرچہ فعل کے ساتھ فاعل ظاہراً نہ بھی ہو پھر بھی اسی کو جانا جائے کہ فاعل فعل کے ساتھ ملا ہوا ہے تو لہذا اسی قاعدے کے تحت ضرب غلامہ زیدٌ کہنا جائز ہے، چونکہ کلمہ زیدٌ اگرچہ ظاہری طور پر اپنے فعل کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہے۔ لیکن سمجھا یہی جائے گا کہ ملا ہوا ہے، اور غلامہ کی ہ ضمیر اسکی جانب راجع ہے، اور یہاں اضمار قبل الذکر صرف لفظاً لازم آرہا ہے۔ تو یہ نحویوں کے نزدیک جائز ہے۔

البتہ ضرب غلامہ زیدًا کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اس مثال میں غلامہ فاعل اپنے فعل کے ساتھ متصل کر رہے ہیں اور اس میں دونوں طرح کی خرابی لازم آرہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ غلامہ میں ہ ضمیر زید کی طرف راجع ہے۔ جو کہ لفظاً بھی بعد میں ہے اور رتبۃً بھی بعد میں ہے تو نحویوں کے ہاں اضمار قبل الذکر لفظاً بھی لازم آیا اور رتبۃً بھی لازم آیا جو کہ نحویوں کے نزدیک ناجائز ہے۔

تو لہذا ضرب غلامَہ زیدٌ کہنا درست ہے

اور ضرب غلامُہ زیدًا ناجائز ہے۔

سوال

فاعل کو مفعول سے مقدم کرنے کے مقامات درج کریں؟

جواب

فاعل کو مفعول سے مقدم کرنے کے چار مقامات درج ذیل ہیں

1۔ جب فاعل اور مفعول پر لفظی اعراب بھی نہ ہو اور کوئی قرینہ بھی نہ ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ فاعل کونسا ہے اور مفعول کونسا ہے تو اس وقت فاعل کو مفعول سے مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے ضَرَبَ مُوسٰی عِیسٰی۔

فائدہ

اگر کوئی قرینہ لفظی و معنوی فاعل اور مفعول کے امتیاز پر پایا جائے تو مفعول کو مقدم کیا جا سکتا ہے۔

قرینہ لفظی کی مثال ـــــ ضَرَبَتْ مُوسٰی حُبْلٰی۔

قرینہ معنوی کی مثال ـــ اَکَلَ الکُمَّثْرٰی یَحْیٰی

2۔ فاعل کی ضمیر فعل کے ساتھ متصل ہو تو فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے تاکہ متصل کا منفصل ہونا لازم نہ آئے۔ جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا۔

3۔ فاعل کا مفعول اِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے مَا ضَرَبَ زَیْدٌ اِلَّا عَمْرًا کیونکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ زید نے صرف عمرو کو ہی مارا ہے کسی اور کو نہیں۔ عمرو کو کسی اور نے مارا ہو یا نہ مارا ہو اگر فاعل کو مقدم نہ کریں تو یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

4۔ فاعل کا مفعول معنی اِلَّا کے بعد واقع ہو مثلاً اِنَّمَا ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا اس میں بھی حصر مقصود ہوتا ہے۔

نوٹ ~~قرینہ کی تعریف~~

قرینہ اس امر کو کہتے ہیں جو فاعلیت و مفعولیت کی ہیئت پر مطابقۃً دلالت کرے کیونکہ یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس کا دونوں میں سے ایک پر حق بنتا ہے۔

واضح کی گئی ہے۔ اس بات کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس پر قرینہ ہے۔

سوال فاعل کو مؤخر کرنے کے وجوبی مقامات تحریر کریں؟

جواب فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنے کے ۴ مقامات ہیں جو صاحب کافیہ نے درج کیے ہیں۔

1. مفعول کی ضمیر فاعل کے ساتھ متصل ہو جیسے وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ۔
2. جب فاعل اِلَّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے مَا ضَرَبَ زَیْدًا اِلَّا عَمْرٌو۔
3. جب فاعل معنیٰ اِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے اِنَّمَا ضَرَبَ عَمْرًا زَیْدٌ۔
4. مفعول کی ضمیر فعل کے ساتھ متصل ہو۔ اور فاعل کی ضمیر فعل کے ساتھ متصل نہ ہو تو فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا واجب ہے۔ جیسے ضَرَبَکَ زَیْدٌ۔

↔

سوال فاعل کے فعل کو حذف کرنا کب جائز ہے؟

جواب فاعل کے فعل کو کسی قرینہ کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے۔ قرینہ دو طرح سے ہوتا ہے۔

i. کوئی آدمی سوال کرے اس کے جواب میں انسان فعل کو حذف کر دے تو صرف کہے زَیْدٌ۔ اصل میں قَامَ زَیْدٌ تھا۔

ii. دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی انسان سوال نہ کرے البتہ عبارت سے سوال بنایا جا سکتا ہو۔ یعنی وہ سوال مقدر کا جواب بن رہا ہو۔ جیسے لِیُبْکَ یَزِیْدُ ضَارِعٌ لِخُصُوْمَةٍ ۔ وَمُخْتَبِطٌ مِمَّا تُطِیْحُ الطَّوَائِحُ۔

چاہیے کہ یزید کو رویا جائے۔ اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون روئے تو اس کا جواب شاعر نے دیا ہے ضَارِعٌ لِخُصُوْمَةٍ۔ جو دشمنی کی وجہ سے عاجز ہو چکا ہو اور وہ لوگ جو حوادثات زمانہ نے ہلاک کر دیا ہو، خلاصہ کلام فاعل کے فعل کو دو مقامات پر

حذف کرنا جائز ہو۔ (1 سوال محقق کے جواب میں ہو 2 سوال مقدر کے جواب میں)

سوال

فاعل کے فعل کو وجوباً کب حذف کیا جاتا ہے؟

جواب

بعض دفعہ فاعل کے فعل کو کسی قرینہ کی وجہ سے حذف کرنا واجب ہے
کہ جب ابتدائی طور پر فعل کو حذف کر دیا ہو اور بعد میں اسکی تفسیر کیلئے کوئی اور فعل
لایا گیا ہو۔ اس وقت پہلے فعل کو حذف کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ تاکہ مفسِّر اور
مفسَّر کے درمیان اجتماع لازم نہ آئے جیسے۔

وان احد من المشرکین استجارک

جو کہ دوسرا استجارک پہلے کیلئے مفسر ہے۔ اس سے پہلے استجارک کو حذف
کرنا ضروری ہے اصل عبارت (وان استجارک احد من المشرکین استجارک)

سوال

کیا فاعل اور فعل دونوں کو اکٹھا حذف کیا جا سکتا ہے؟

جواب

کبھی فاعل اور فعل کو کسی قرینہ کی وجہ سے اکٹھا بھی حذف
کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کوئی سائل کہے
أَ قامَ زیدٌ کے جواب میں کہا جائے صرف (نَعَم)۔
اصل عبارت (ای نعم قام زیدٌ)

سوال

تنازع فعلین کی وضاحت کریں؟

جواب

تنازع فعلین سے مراد یہ ہے کہ دو فعل اپنے بعد میں آنے والے اسم ظاہر کے بارے میں جھگڑا کریں۔ ہر ایک کا تقاضا یہ ہو کہ بعد میں آنے والا اسم ظاہر میرا معمول ہے۔ تنازع فعلین کی کل چار صورتیں ہیں

1. دونوں فعل بعد میں آنے والے اسم ظاہر کی فاعلیت کا تقاضا کریں۔
   جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔
2. دونوں فعل بعد میں آنے والے اسم ظاہر کی مفعولیت کا تقاضا کریں۔
   جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔
3. پہلے فعل کا تقاضا اسم ظاہر کو فاعل جبکہ دوسرے فعل کا تقاضا مفعول بنانے کا ہو۔ جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔
4. پہلا فعل بعد میں آنے والے اسم ظاہر کی مفعولیت جبکہ دوسرا فعل فاعلیت کا تقاضا کرے جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

سوال

تنازع فعلین کی صورت میں کس فعل کو عامل قرار دیا جائے گا۔

جواب

تنازع فعلین میں عامل کسی فعل کو قرار دینا ہے۔ اس میں بصری اور کوفی نحویوں کا اختلاف ہے۔
دونوں گروہوں کے نزدیک دونوں فعلوں کو عامل بنانا جائز ہے۔ البتہ بصریوں کے نزدیک دوسرے فعل کو عامل جبکہ کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو عامل بنانا زیادہ مناسب ہے۔

سوال

اگر بصریوں کے قول کو تسلیم کریں تو تنازع فعلان کی کیا صورتیں ہوں گی۔
وضاحت کریں؟

جواب

اگر بصریوں کے قول کو تسلیم کرتے ہوئے دوسرے فعل کو عامل قرار دیا جائے
تو پہلا فعل فاعلیت کا تقاضا کرتا ہے۔ تو اسم ظاہر کے مطابق اس فعل میں
فاعل کی ضمیر نکالی جائے گی۔ البتہ
امام کسائی نحوی کے مطابق پہلے فعل کے فاعل کو حذف کر دیا
جائے گا۔ جبکہ امام فراء نحوی کے نزدیک مذکورہ صورت میں پہلے فعل کو عامل
بنانا ضروری ہے۔ چونکہ اگر پہلے فعل کو عامل قرار نہ دیا جائے تو دو خرابیوں
میں سے ایک خرابی لازم آئے گی۔

(i) اضمار قبل الذکر (ii) حذف فاعل جو کہ جائز نہیں۔

اگر بصری نحویوں کے مطابق دوسرے فعل کو عامل قرار دیا جائے اور پہلا فعل
مفعولیت کا تقاضا کرے تو پھر دو صورتیں ہیں۔

(i) پہلے فعل کے مفعول کو حذف کرنا جائز ہوگا

(ii) پہلے فعل کے مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اگر پہلے فعل کے مفعول کو حذف کرنا جائز ہو تو حذف کر دیا جائے گا جیسے
ضربنی و اکرمت زیدا۔ اگر پہلے فعل کے مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں ہوگا۔
تو اس کو ظاہر کر دیا جائے گا۔ جیسے حسبنی منطلقا و حسبت زیدا منطلقا۔

دلیل: اسم ظاہر دوسرے فعل سے زیادہ قریب ہے بنسبت پہلے فعل کے۔ لہٰذا
دوسرا فعل ہی عامل ہوگا۔ دوسری دلیل سماعی ہے۔ اگر پہلا فعل عامل ہو تو عامل اور معمول میں
اجنبی یعنی فعل ثانی کا فاصلہ لازم آئے گا۔ اس لیے دوسرے فعل کو عامل بنانا زیادہ مناسب ہے۔

سوال

اگر کوفیوں کے قول کو تسلیم کیا جائے تو تنازع فعلین کی کیا صورت ہوگی؟

جواب

اگر کوفیوں کے قول کو تسلیم کیا جائے اور پہلے فعل کو عامل قرار دیا جائے تو تنازع فعلین کی درج ذیل صورتیں ہوں گی۔

1۔ اگر پہلے فعل کو عامل قرار دیا جائے اور دوسرا فعل فاعلیت کا تقاضا کرے تو کوفیوں کے قول کے مطابق پہلے فعل کو عامل قرار دیا جائے گا۔ اور دوسرے فعل میں فاعل کی ضمیر نکالی جائے۔ جیسے ضربنی واکرمنی زید۔ اصل عبارت (ضربنی زیدٌ واکرمنی)

2۔ اگر کوفیوں کے قول کو تسلیم کرتے ہوئے پہلے فعل کو عامل قرار دیا جائے۔ اور دوسرا فعل مفعولیت کا تقاضا کر رہا ہو تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔

i۔ یا تو مفعول کو حذف کیا جائے گا۔

ii۔ حذف کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اگر مفعول کو حذف کرنا جائز ہوگا تو حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے ضربنی واکرمت زیدٌ۔ اصل عبارت یوں ہوگی۔ ضربنی زیدٌ واکرمتُ۔ یا مفعول کی ضمیر نکالی جائے گی۔ جیسے ضربنی واکرمتہ زیدٌ۔ اور اس صورت کے پیش نظر اصل عبارت یوں ہوگی۔ ضربنی زیدٌ واکرمتہٗ۔ لیکن اگر مفعول کو حذف کرنا جائز نہ ہوگا، تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

(1) ضمیر نکالی جائے گی۔ جیسے ضربنی زیدٌ واکرمتہٗ۔

(2) مفعول کو ذکر کر دیں گے جیسے حسبنی وحسبتھما منطلقین الزیدان منطلقاً جبکہ اصل عبارت یوں ہوگی۔ (حسبنی الزیدان منطلقاً وحسبتھما منطلقین)

دلیل اول کوفہ

کوفی لوگ اپنے طور پر پہلے فعل کو عمل بنانے پر دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ امرؤ القیس مشہور عربی شاعر نے ایک شعر میں دو فعل بنائے ہیں۔ اور ایک اسم ظاہر میں چھوڑ دیے ہیں۔ اور امرؤ القیس نے پہلے فعل کو عامل قرار دیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔ فلو انما اسعی لادنیٰ معیشۃ۔ کفانی ولم اطلب قلیل من المال۔ اس میں دو افعال فعل قلیل کو فاعل

الاطلب کے مفعول کو ترک کر دیا ہے یہ دلیل کو عامل بنانا زیادہ بہتر ہے
بنانا ہے جو دونوں کا

بصریوں کا دلیل کا جواب

بصریوں نے امرؤ القیس کے شعر کا جواب یہ دیا ہے کہ اس شعر میں تنازع فعلین ہے ہی نہیں، کیونکہ اگر تنازع فعلین قرار دیا جائے تو معنی میں خرابی لازم آئے گی۔

سوال

مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف اور شرط بیان کریں؟

جواب

مفعول مالم یسم فاعلہ کل مفعول حذف فاعلہ واقیم مقامہ۔

ترجمہ مفعول مالم یسم فاعلہ سے مراد وہ مفعول ہے۔ جس کا فاعل حذف کر کے اسے فاعل کے قائم مقام کر دیا گیا ہو اور فاعل کا اعراب مفعول کو دے دیا جائے۔ جیسے ضَرَبَ زیدٌ عمرواً۔ میں فاعل زید کو حذف کر کے عمرواً مفعول کو اسکے قائم مقام کر دیا جائے اور فعل معروف کو فعل مجہول کر دیا جائے گا تو اس طرح ہو جائے گا ضُرِبَ عمروٌ۔

شرط

شرطہ ان تغیّر صیغۃ الفعل الی فُعِلَ او یُفعَلُ

یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ کی شرط یہ ہے۔ کہ اگر فعل معروف کا صیغہ ہو تو اس کو مجہول کا صیغہ بنا دیا جائے گا۔ جیسے ضَرَبَ زیدٌ عمرواً میں ضُرِبَ عمروٌ کر دیا گیا۔ اگر فعل مضارع معروف ہو تو اسکو بھی مجہول کر دیا جائے گا جیسے یَضرِبُ زیدٌ خالداً سے یُضرَبُ خالدٌ۔

سوال

کون سے مفاعیل مفعول مالم یسم فاعلہ نہیں بن سکتے

جواب

۱۔ باب عَلِمتُ کا مفعول ثانی (باب علمت سے مراد افعال ہیں جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے اور دوسرا مفعول پہلے مفعول کا عین ہو) جیسے علمت زیداً قائماً۔ اس مثال میں زیداً مفعول اوّل اور مسند الیہ ہے

اور قائماً مفعول ثانی اور مسند ہے۔ اگر قائماً مفعول ثانی کو نائب فاعل بنا دیں گے تو مسند کا مسند الیہ لازم آئیگا جو کہ خلاف قاعدہ ہے۔

iii باب اعلمت کا مفعول ثالث (باب اعلمت سے مراد الیسا فعل جو تین مفاعیل کا تقاضا کرے اور تیسرا مفعول مفعول ثانی کا عین ہو) جیسے اعلمت زیداً عمرواً فاضلاً۔ فاضلاً کو اگر نائب فاعل بنا دیں گے تو ایک چیز کا مسند و مسند الیہ ہونا لازم آئیگا جو کہ خلاف قاعدہ ہے۔

iiii مفعول لہ اور مفعول معہ بھی مفعول مالم یسم فاعلہ نہیں بن سکتے۔ اس میں مفعول لہ کی بھی دو صورتیں ہیں۔

i لام کے بغیر مفعول لہ نائب فاعل نہیں بن سکتا جیسے ضرب تادیباً۔

کیونکہ اگر مفعول لہ کو نائب فاعل بنا دیا جائے تو اس کا مقصود بھی فوت ہو جائیگا۔ کیونکہ مفعول لہ کا مقصود فعل کا علت بیان کرنا ہے اور اسکی علت پر منصوب ہونا دلالت کرتا ہے۔ اگر اسکو نائب فاعل بنایا جائے گا تو یہ مرفوع ہوگا اور مقصد فوت ہو جائیگا۔

ii اگر مفعول لہ کو لام کے ساتھ لایا جائے تو اسکو نائب فاعل بنایا جاسکتا ہے جیسے ضرب للتادیب۔

کیونکہ مع اللام کا علت پر دال ہونا علی حالہ باقی رہیگا۔

مفعول معہ بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا ہے، کیونکہ مفعول معہ واو کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے (جیسے جاء البرد والجبات) اگر اسکو واو کے بغیر استعمال کریں تو مفعول معہ نہیں رہتا اگر اسکو واو کے ساتھ استعمال کریں گے تو یہ نائب فاعل نہیں بن سکتا کیونکہ نائب فاعل فاعل کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور فاعل فعل کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ جس کا انفصال فعل سے ناممکن ہے، جب فعل اور نائب فاعل کے درمیان واو ہوگا تو یہ انفصال لازم ہوگا۔ اس وجہ سے یہ نائب فاعل نہیں بن سکتا۔

سوال

اگر کسی عبارت میں کثیر مفاعیل پائے جائیں تو کونسا مفعول مفعول مالم یسم فاعلہ بنے گا۔

جواب

اگر کسی عبارت میں کثیر مفاعیل مثلاً مفعول بہ مفعول مطلق، مفعول فیہ، تو ان میں سے مفعول بہ کو نائب فاعل بنایا جائے گا۔ جیسے (ضرب زید یوم الجمعۃ امام الامیر ضرباً شدیداً فی دارہ) اس مثال میں فاعل کو حذف کر کے زید مفعول بہ کو نائب فاعل بنا دیا گیا ہے، جبکہ دیگر مفاعیل بھی موجود ہیں۔ کیونکہ مفعول بہ کی فعل کے ساتھ شدت زیادہ ہے۔

اور اگر مفعول بہ نہ ہو تو پھر کسی بھی مفعول کو (سوائے مفعول لہ اور معہ) نائب فاعل بنایا جا سکتا ہے۔

سوال

باب اعطیت کے کس مفعول کو نائب فاعل بنایا جائے گا۔

جواب

باب اعطیت کے (باب اعطیت سے مراد ایسا فعل ہے جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے لیکن دوسرا مفعول پہلے کا عین نہ ہو) کسی بھی مفعول کو نائب فاعل بنایا جا سکتا ہے لیکن پہلے کو بنانا زیادہ مناسب ہے جیسے اعطیت زیدا درھما۔ میں اولی یہ ہے کہ اعطی زید درھما کہیں البتہ اعطی درھم زیدا بھی کہا جا سکتا ہے۔

سوال

مبتدا کی تعریف کریں؟

جواب

(المبتدا) هو الاسم المجرد عن العوامل اللفظية مسنداً إليه او الصفة الواقعة بعد حرف النفي او الف الاستفهام رافعة لظاهر مثل زيد قائم . وما قائم الزيدان و اقائم الزيدان .

مبتدا کی دو قسمیں ہیں یعنی مبتدا وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو۔ اور مسند الیہ ہو ۔

یا مبتدا وہ اسم ہے ۔ جو صیغہ صفت ہو اور حرف نفی یا همزہ استفہام کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دینے والا ہو

جیسے . زید قائم ۔ وما قائم الزیدان . و اقائم الزیدان .

فوائد قیود

جب کہا کہ مبتدا وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو تو اس سے وہ اسماء خارج ہو گئے جن میں عوامل لفظیہ ہیں جیسے کان وغیرہ کا اسم اور لائے نفی جنس کی خبر اور ما ولا کا اسم وغیرہ .

اور جب کہا کہ وہ مسند الیہ ہو تو اس قید سے وہ اسم خارج ہو گئے جو مسند ہوتے ہیں جیسے خبر وغیرہ اور مبتدا کی قسم ثانی بھی خارج ہو گئی کیونکہ مسند الیہ نہیں ہوتی ۔

سوال

فان طابقت مفرداً جاز الامران عبارت کا مفہوم واضح کریں؟

جواب

ان مذکورہ عبارت مبتدا کی قسم ثانی کا ترکیب قانون بیان کیا جا رہا ہے . اور وہ یہ ہے کہ اگر حرف نفی اور همزہ استفہام کے بعد واقع ہونے

والا صیغہ صفت مفرد ہو اور وہ صیغہ صفت جس اسم کو رفع دے رہا ہو وہ بھی
مفرد ہو تو پھر دونوں میں سے جس کو چاہیں . ایک کو مبتدا اور دوسرے کو
خبر بنا لیں . یعنی صیغہ صفت کو مبتدا اور اسم ظاہر کو خبر بھی بنایا جا سکتا ہے
جیسے ما قائمٌ زیدٌ یا اقائمٌ زیدٌ . اس مثال میں قائمٌ کو مبتدا کو اور
زیدٌ کو خبر بنا لیں گے یا پھر اس کو زیدٌ کو مبتدا مؤخر اور قائمٌ کو خبر مقدم بنا لیں گے .

سوال

خبر کی تعریف بیان کریں ؟

جواب

والخبر هو المجرد (عن العوامل) اللفظیۃ والمسند به المغایر للصفة المذکورة

یعنی خبر وہ اسم ہے کہ جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند ہو اور وہ خبر ایسی صفت
سے جدا ہو جو حرف نفی یا ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہو اور وہ اسم ظاہر کو رفع دے رہی ہو .

فوائد و قیود

جب المجرد آئے یعنی خبر عوامل لفظیہ سے خالی ہو تو کان
ان اور ان کی خبر نکل گئی . کیونکہ ان کی خبر پر عامل لفظی داخل ہوتا ہے اور
جب کہا مسند ہو تو اس سے مبتدا اول نکل گیا کیونکہ وہ مسند الیہ ہوتا ہے اور
جب کہا صفت مذکورہ کے مغایر ہو تو اس سے مبتدا ثانی خارج ہو گیا .

اعتراض

خبر کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں کیونکہ اس
فعل مضارع جیسے یضرب زید جیسی مثالیں داخل ہو گئی ہیں کیونکہ یہ
مسند ہیں . اور عوامل لفظیہ سے بھی خالی ہیں .

جواب

مجرد سے مراد اسم مجرد ہے، مطلق مجرد نہیں۔
کیونکہ بات مرفوعات کی ہو رہی ہے اور لو فعل ہے، اسم نہیں،
لہٰذا لو یضرب میں داخل ہی نہیں ہے۔

سوال

مبتدا اور خبر میں عامل کون ہوتا ہے؟

جواب

مبتدا اور خبر میں عامل لفظی نہیں ہوتا بلکہ عامل معنوی ہوتا ہے۔ معنوی عامل کے بارے میں نحویوں کے تین اقوال ہیں۔

i۔ بصری نحویوں کا قول یہ ہے کہ مبتدا اور خبر میں عامل معنوی ابتداء ہے۔ اور ابتداء سے مراد اسم کا عامل لفظی سے خالی ہونا ہے۔ اور جب یہ دونوں عامل لفظیہ سے خالی ہو گئے تو ان دونوں سے ابتداء درست ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ خبر کبھی مقدم بھی ہوتی ہے۔

ii۔ دوسرا قول علامہ زمخشری کا ہے۔ مبتدا کے اندر عامل ابتداء ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے۔

iii۔ تیسرا قول امام کسائی، امام فراء نحوی، شیخ رضی کا ہے کہ مبتدا اور خبر دونوں ایک دوسرے میں عامل ہیں معنوی طور پر۔ کہ مبتدا خبر کو رفع دے رہا ہے۔ اور خبر مبتدا کو رفع دے رہی ہے۔

نتیجہ۔ آخری دونوں قول ضعیف ہیں۔ کیونکہ ان دونوں قولوں کے مطابق مبتدا اور خبر عوامل لفظیہ سے خالی نہیں ہوں گے۔

سوال

منھما المبتدأُ والخبرُ کی ترکیب کریں؟

جواب

اسکی دو ترکیبیں ہیں۔

i. منھما خبر مقدم اور المبتدأ معطوف علیہ اور الخبر معطوف معطوف معطوف علیہ سے ملکر مبتدا مؤخر۔ خبر مقدم مبتدا مؤخر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ii. • بعض نسخوں میں [illegible] عبارت ہے۔ المبتدأ والخبرُ۔ تو یہ دونوں معطوف اور معطوف [illegible] مبتدا اور منھما اسکی محذوف خبر ہوگی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

سوال

دونوں فصلوں میں مبتدا اور خبر کو اکٹھا کیوں ذکر کیا؟

جواب

i. ان دونوں میں تلازم ہے، یعنی دونوں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں

ii. دونوں کا عامل معنوی ہے، تو اشتراک فی العامل کی وجہ سے انکو اکٹھا ذکر کیا۔

فائدہ

قولہ الاصل المبتدا الخ

مبتدا میں اصل یہ ہے کہ وہ مقدم ہو خبر سے۔ کیونکہ مبتدا ذات پر دلالت کرتا ہے۔ اور خبر احوال ذات پر دال ہے۔ اور ذات احوال ذات سے مقدم ہوتی ہے تو چونکہ مبتدا میں اصل تقدیم ہے۔ اسی لیے ایسی مثالیں جائز ہونگی جنکے اندر خبر میں مبتدا کی ضمیر پائی جا رہی ہو اور مبتدا مؤخر ہو۔ جیسے فی دارہ زید۔ اس مثال میں اگرچہ مبتدا مؤخر ہے مگر اسکی خبر مقدم "دارہ" کے اندر ہ جو مبتدا مؤخر کی طرف راجع ہے۔ اگرچہ یہ اضمار قبل الذکر ہے مگر صرف لفظاً ہے۔ رتبۃً نہیں۔
اور صاحبہا فی الدار درست نہیں ہے۔ کیونکہ جس میں مبتدا مقدم ہو اور اس میں ضمیر جو خبر کی طرف راجع ہو تو اس میں اضمار قبل الذکر لفظاً اور رتبۃً دونوں آرہا ہے۔ لہذا یہ ممتنع ہے۔

سوال

نکرہ کو کب مبتدا بنایا جا سکتا ہے؟

جواب

وقد یکون المبتدا نکرۃ الخ

مبتدا میں اصل معرفہ ہونا ہے۔ جیسا کہ خود مصنف نے انداز اپنایا ہے کہ قد کا لفظ عبارت کے شروع میں استعمال کیا ہے۔ جو تقلیل کیلئے ہوتا ہے۔ یعنی کبھی مبتدا نکرہ ہوتا ہے۔ اور اگر یہ موقوف ہو سکتا ہے۔ اور حکم موقوف پر ہی لگایا جاتا ہے نکرہ پر نہیں۔ مگر نکرہ میں جب تخصیص ہو جائے تو اس نکرہ پر حکم لگانا ٹھیک ہوگا۔ اسکی صورتیں مصنف نے جو آگے بیان کی ہیں۔

پہلی صورت

جب اسم نکرہ کی صفت بیان کر دی جائے جیسے قرآن میں ہے: (وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ) اس میں عبدٌ نکرہ ہے اس میں تخصیص اس کی صفت کے اعتبار سے ہوئی۔ یعنی عبد کی صفت مومن بیان ہوئی۔ جس سے نکرہ مومن کے اعتبار سے تخصیص ہوئی۔

دوسری صورت

جب نکرہ حرف استفہام کے بعد واقع ہو جیسے أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ امْرَأَةٌ۔ اس مثال میں رَجُلٌ اور امْرَأَةٌ دونوں نکرہ مبتدا ہیں۔ ان میں تخصیص اس اعتبار سے ہے کہ متکلم اس بات کو تو جانتا ہے کہ گھر میں مرد یا عورت میں سے کوئی یقیناً موجود ہے۔

تیسری صورت

جب نکرہ حرف نفی کے بعد واقع ہو جیسے مَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ۔ اس میں احد نکرہ ہے اور مبتدا ہے اور تحت النفی داخل ہے۔ جو عموم کا فائدہ دیتا ہے لیکن مخاطب کے لیے تمام افراد سے خیر ہونے کا ہونا ثابت ہو گیا اور تخصیص ہو گئی۔

چوتھی صورت

جب نکرہ کی صفت محذوف ہو۔ جیسے شَرٌّ أَهَرَّ ذَا نَابٍ۔ اس مثال میں شرٌّ نکرہ مبتدا ہے اس میں تنوین تعظیم کے لیے ہے اور اصل یوں ہو گی۔ شَرٌّ عَظِيمٌ أَهَرَّ ذَا نَابٍ۔

پانچویں صورت

جب مبتدا کی خبر مبتدا سے مقدم ہو۔ جیسے
فی الدار رجلٌ۔ اس میں رجلٌ نکرہ کو مبتدا بنانا اس لئے صحیح ہے
کہ اس میں تخصیص کی گئی ہے اور وہ اس طرح کہ خبر کو مقدم کیا گیا۔

چھٹی صورت

جب نکرہ کی نسبت متکلم کی طرف ہو
جیسے سلامٌ علیک۔ اس عبارت میں سلام مبتدا ہے۔
اس میں تخصیص اس طرح ہے کہ اس کی نسبت متکلم
کی طرف کی گئی ہے۔ اصل عبارت یوں ہوگی۔ سلّمتُ سلامًا علیک

سوال

خبر جملہ کی صورت میں ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب

(والخبر قد یکون جملۃً الخ) خبر جملہ ہو سکتی ہے
اور خبر کبھی جملہ اسمیہ واقع ہوتی ہے جیسے زیدٌ ابوہُ قائمٌ۔
اور خبر کبھی جملہ فعلیہ بھی ہوتی ہے جیسے زیدٌ قامَ ابوہُ۔ مگر
اس کیلئے (خبر کے جملہ بننے کیلئے) ایک شرط ہے کہ خبر جملہ ہو تو اس میں
ایک ایسی ضمیر ہو جو مبتدا کی طرف راجع ہو۔ جیسے زیدٌ ابوہُ قائمٌ
میں ابوہُ کی ضمیر زیدٌ مبتدا کی طرف راجع ہے۔ اسی طرح زیدٌ قامَ ابوہُ
میں بھی "ہ" ضمیر زید کی طرف راجع ہے۔ مگر کسی قرینہ کے پائے جانے
کے وقت (وقد یحذف الخ) اس ضمیر کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے۔ جیسے
(البُرُّ الکُرُّ بستّین درھمًا) اصل عبارت البُرُّ الکُرُّ منہُ بستّین درھمًا
اس میں قرینہ یہ ہے کہ بیچو گندم کی قیمت ہی بیان کر رہا ہے کسی دوسری چیز کی نہیں

فائدہ

(وما وقع ظرفاً فالاکثر علی انه مقدر بجملة)

عبارت سے یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ خبر جب ظرف واقع ہوتی ہے تو اکثر اوقات وہ جملہ ہوتی ہے (عام ازیں کہ خبر ظرف مکان ہو یا زمان) تو متعلق کو اس خبر کے لیے جملہ کے متعلق کرتے ہیں یعنی وہ مقدر ہوتا ہے۔ کیونکہ ظرف عامل کا تقاضا کرتا ہے جس سے متعلق ہو سکے جیسے زید فی الدار، اس کا اصل عبارت (زید استقر فی الدار)۔

سوال

مبتدا کو حذف کرنا کب جائز اور اسی طرح خبر کو حذف کرنا کب جائز ہے؟

جواب

مبتدا کو کسی قرینہ کے پائے جانے کے وقت حذف کرنا جائز ہے جیسے چاند دیکھنے والے کا قول۔ الهلالُ واللهِ۔ اصل عبارت ھذا الهلالُ واللهِ —

اسی طرح کسی قرینہ کی وجہ سے خبر کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے خرجتُ فاذا السبعُ۔ اصل عبارت خرجتُ فاذا السبعُ موجودٌ —

سوال

مبتدا کی خبر کو حذف کرنا واجب کب ہے؟

جواب

مبتدا کی خبر کو اس وقت حذف کرنا واجب ہوتا ہے کہ جب خبر کی جگہ پر کسی اور کلمہ کو رکھ دیا جائے۔ اور وہ مندرجہ ذیل چار صورتوں میں ہوتا ہے

i) جب کلمہ لولا کے بعد واقع ہو اور اس کی خبر فعل عام (کان، وجد، ثبت) میں سے ہو جیسے لولا زیدٌ لکان کذا (جبکہ اصل میں لولا زیدٌ موجودٌ لکان کذا)

ii) جب مبتدا مصدر ہو اور اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو اور اس فاعل یا مفعول کے بعد اس کا حال واقع ہو جیسے ضربی زیدًا قائمًا۔ اصل عبارت ضربی زیدًا حاصلٌ قائمًا —

iii) ایسا مبتدا جس پر واو بمعنی مع کے ساتھ عطف ڈالا گیا ہو جیسے کلُّ رجلٍ وضیعتُہ۔ اصل عبارت کلُّ رجلٍ مقرونٌ مع ضیعتِہ

iv) جب خبر کے لیے ایسا مبتدا ہو جس کی قسم اٹھائی گئی ہو جیسے لعمرک لافعلنّ کذا جبکہ اصل عبارت یوں ہے کہ لعمرک قسمی لافعلنّ کذا

سوال

مبتدا کی خبر پر فا کو داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب

① جب مبتدا شرط والے معنی کو متضمن ہو تو اس وقت فا کو داخل کرنا اچھا ہے۔ اور مبتدا دو امور میں شرط والے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔

1: جب مبتدا ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ فعل ہو جیسے "اَلَّذِی یَاتِیْنِی فَلَہٗ دِرْھَمٌ"

2: جب اسم موصول کا صلہ اسم ظرف ہو جیسے "الذی فی الدار فلہ درھم"

②

جب مبتدا ایسا کلمہ ہو جو کہ ایسے نکرہ موصوفہ کی طرف مضاف ہو جس کی صفت فعل ہو جیسے "کُلُّ رَجُلٍ یَاتِیْنِی فَلَہٗ دِرْھَمٌ"۔

③

جب مبتدا ایسا کلمہ ہو جو ایسے نکرہ موصوفہ کی طرف مضاف ہو جس کی صفت ظرف ہو جیسے "کُلُّ رَجُلٍ فِی الدَّارِ فَلَہٗ دِرْھَمٌ"۔

نوٹ: حروف مشبہ بالفعل میں سے لیت اور لعل کی خبر پر فا کو داخل کرنا بالاتفاق ممنوع ہے جبکہ حروف مشبہ بالفعل اِنَّ کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نحات نے اِنَّ کی خبر پر فا کو داخل کرنا جائز قرار دیا ہے یہ امام اخفش کا مذہب ہے اور جبکہ امام سیبویہ کے نزدیک اِنَّ کی خبر پر فا کا دخول ممنوع ہے کیونکہ شرط و جزا میں تردد ہے اور اِنَّ یقین کے لیے آتا ہے تو لہذا تردد اور یقین میں تضاد ہے۔

سوال

مبتدا کو خبر سے مقدم کرنا کب واجب ہوتا ہے؟

جواب

مبتدا کو خبر پر درج ذیل جگہوں پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے

۱۔ جب مبتدا ایسا کلمہ ہو جو صدارت کلام (کلام کے شروع میں) میں آنا چاہتا ہو۔ جیسے حروف استفہام، حرف شرط، ضمیر شان، لام ابتداء وغیرہ کو جب مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے (مَنْ اَبُوْكَ، زَيْدٌ مُنْطَلِقٌ) کیونکہ ان کی صدارت کلام ختم ہو جائے گی

۲۔ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہوتا کیونکہ خبر اور مبتدا کا اشتباہ لازم آئے گا۔ جیسے اللّٰہُ اِلٰهُنَا، محمدٌ نبیّنا، زیدٌ المنطلق۔

۳۔ جب مبتدا اور خبر میں تخصیص کے اعتبار سے مساوات پائی جائے جیسے افضلُ منك افضلُ منّی۔

۴۔ جب خبر مبتدا کا فعل واقع ہو رہی ہو جس کو مبتدا نے لیا ہو۔ جیسے زیدٌ قامَ۔ اگر خبر کو مقدم کریں گے تو یہ جملہ فعلیہ ہو جائے گا حالانکہ یہ جملہ اسمیہ ہے تو یہ خلاف مقصود لازم آئے گا۔

سوال

خبر کن مقامات پر مبتدا سے مقدم کرنا واجب ہے؟

جواب

خبر جب ایسا کلمہ ہو جو صدارت کلام (ابتدا میں آنے) کا تقاضا کرے تو خبر کو مقدم کریں گے جیسے اینَ زیدٌ۔

② جب خبر مبتدا کو خاص کرنے والی ہو جیسے "فی الدار رجلٌ"
اس میں رجل نکرہ مبتدا ہے اور اس کا مبتدا ہونا مخصص ہونے پر موقوف ہے۔ اور وہ تقدیم خبر ہے

③ جب حروف مشبہ بالفعل (اَنَّ) اپنے اسم اور خبر سے مل کر مبتدا بنے
جیسے "عندی انک قائمٌ"
اس مثال میں عندی خبر مقدم ہے کیونکہ اگر خبر کو مؤخر کریں تو اِنَّ اور اَنَّ کا التباس لازم آئے گا۔ اِنَّ شروع کلام میں اور اَنَّ درمیان کلام میں واقع ہوتا ہے اس التباس سے بچنے کیلئے خبر کا مقدم کرنا ضروری ہے

④ ~~جب خبر کی طرف راجع ضمیر مبتدا میں پائی جائے~~
جب مبتدا میں ایسی ضمیر پائی جائے جو خبر کے متعلق کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے
علی التمرۃ مثلھا زبدًا۔
اگر اس مثال میں خبر کو مقدم نہیں کریں گے تو اضمار قبل الذکر "لفظاً" اور "رتبۃً" لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے

سوال

ایک مبتدا کی متعدد خبریں کیا ہو سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب

بعض اوقات ایک مبتدا کی متعدد خبریں بھی واقع ہو سکتی ہیں جیسے "زیدٌ حافظٌ عاقلٌ عالمٌ قائمٌ" دو خبریں اور اگر مبتدا کا ذہنی تعدد خبر کے بغیر اچھا نہ ہو تو متعدد خبروں کا ذکر کرنا واجب ہے۔ جیسے کہ کوئی کھٹی میٹھی چیز کے بارے میں خبر دینا ہو تو یہ صرف کہنا "ھٰذا حلوٌ" درست نہیں بلکہ "ھٰذا حلوٌ حامضٌ" کہنا درست ہوگا۔

(المنصوبات)

سوال منصوبات کی ترکیبی حیثیت بیان کریں؟

جواب

i المنصوبات مرفوع پڑھیں تو یہ مبتدا ہوگا اور اس کی خبر محذوف ھذہ ہوگی اصل عبارت یوں ہوگی المرفوعات ھذہ.

ii المنصوبات خبر ہو محذوف ھذہ مبتدا کی خبر واقع ہوگا اصل عبارت یوں ہوگی ھذہ المنصوبات

iii المنصوبات منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں. مفعولیت کی بنا پر اصل عبارت یوں ہوگی خذ المنصوبات. یا اشرع المنصوبات.

سوال المنصوبات کس کی جمع ہے. اور اس کا واحد کیا ہے

جواب المنصوبات منصوب کی جمع ہے اور غیر ذوالعقول کی جمع الف و تا کے ساتھ بھی لائی جا سکتی ہے

سوال منصوب کی تعریف کریں نیز علامت مفعولیت تحریر کریں!

جواب المنصوب ما اشتمل علی علم المفعولیۃ.

منصوب وہ اسم ہے جو مفعولیت کی علامت پر مشتمل ہو

اور مفعولیت کی علامتیں چار ہیں.

i فتحہ جیسے رأیت زیدًا ii کسرہ جیسے رأیت مسلماتٍ

iii الف جیسے رأیت اخاک iv یا جیسے رأیت مسلمین

سوال منصوبات کون سے ہیں.

جواب منصوبات کل بارہ ہیں.

① مفعول مطلق ② مفعول بہ ③ مفعول فیہ ④ مفعول لہ ⑤ مفعول معہ
⑥ حال ⑦ تمییز ⑧ مستثنیٰ ⑨ کان وغیرہ کی خبر
⑩ انّ وغیرہ کا اسم ⑪ لائے نفی جنس کا اسم ⑫ ما و لا المشبہتین بلیس کی خبر

سوال

مفعول مطلق کی تعریف سپرد قلم کریں؟ نیز تمام مفاعیل پر مقدم کرنے کی وجہ بھی لکھیں؟

جواب

المفعول المطلق وھو اسم ما فعلہ فاعل فعل مذکور بمعناہ
یعنی مفعول مطلق وہ اسم ہے کہ جس کو فعل مذکور کے فاعل نے کیا ہو اور وہ اسم فعل مذکور کا ہم معنی ہو جیسے ضربتُ ضرباً، جلستُ جلوساً.
اس میں ضرباً اور جلوساً دونوں مفعول مطلق واقع ہو رہے ہیں (خواہ ہم لفظ ہو یا نہ ہو) مقدم کرنے کی وجہ

① مفعول مطلق کسی قید سے مقید نہیں ہے بلکہ دوسرے مفاعیل کسی قید سے مقید ہیں. اور قاعدہ ہے کہ مطلق مقید پر مقدم ہوتا ہے

② مفعول مطلق کا فاعل کے ساتھ گہرا تعلق ہے جس طرح فاعل فعل کا جزء ہوتا ہے اسی طرح مفعول مطلق بھی فعل کا جزء اور ہم معنی ہوتا ہے اور فاعل مقدم ہوتا ہے. مصنف نے تمام مفاعیل کو بھی باعتبار منصوبات کے مقدم کیا

سوال

مفعول مطلق کے فوائد بیان کریں؟

جواب

مفعول مطلق کے ③ تین فائدے ہیں ان کو مفعول مطلق کی اقسام بھی کہا جاتا ہے

i. مفعول مطلق تاکید کیلئے آتا ہے یعنی جو معنی فعل سے حاصل ہو رہا ہے اسی کو بیان کرے اس سے زائد نہ کرے جیسے جلست جلوسًا اس میں تاکید کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے

ii. کبھی مفعول مطلق نوعیت کیلئے آتا ہے جیسے جلست جلسۃ القاری یعنی جو معنی فعل سے حاصل ہو رہا ہے اس میں تبدیلی نہیں کرے گا ساتھ کسی نوع پر دلالت کرے جلسۃ القاری میں نوعیت کو بیان کیا گیا

iii. کبھی مفعول مطلق عدد بیان کرنے کیلئے آتا ہے یعنی فعل سے حاصل ہونے والے معنی پر دلالت کے ساتھ عدد پر بھی دلالت ہو جیسے جلست جلسۃً یا جلستین او جلساتٍ۔

سوال

مفعول مطلق تثنیہ یا جمع ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب

جو مفعول مطلق تاکید کیلئے آتا ہے وہ تثنیہ یا جمع نہیں ہو سکتا کیونکہ مفعول مطلق مصدر ہوتا ہے (اور قاعدہ ہے کہ مصدر لا یثنی ولا یجمع) یا اس لیے کہ مفعول مطلق ماہیت پر دلالت کرتا ہے اور ماہیت میں تعدد ممکن نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے جو مفعول مطلق تاکید کیلئے آتا ہے وہ تثنیہ جمع نہیں ہو سکتا۔ بخلاف اس مفعول مطلق کے جو ② نوع اور عدد کو بیان کرنے کیلئے آتا ہے وہ تثنیہ و جمع ہو سکتا ہے۔ جب نوع واحد یا عدد واحد ہو تو مفعول مطلق مفرد لایا جائے گا جیسے جلست جلسۃً۔ اگر نوع و عدد تثنیہ ہو تو مفعول مطلق تثنیہ و جمع لایا جائے گا جیسے جلست جلستین و جلسات

اگر مفعول مطلق کا نوعیت و عدد ہے اور اگر جمع ہوں تو مفعول مطلق جمع لایا جائے گا جیسے جلستُ جلساتٍ و جلستانِ۔

فائدہ

مفعول مطلق میں صرف یہ ضروری ہے کہ فعل کا ہم معنی ہونا ضروری ہے ہم لفظ ہونا ضروری نہیں۔ اگر مفعول مطلق کے الفاظ مذکورہ فعل کے ہم معنی ہوں، ہم لفظ نہیں تو اس اسم کو مفعول مطلق بنایا جا سکتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

i: فعل اور مصدر دونوں کا مادہ مختلف ہو لیکن معنی ایک ہو جیسے قعدتُ جلوسًا۔

ii: کبھی مغایرت صرف باب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ جیسے انبتَ اللہُ نباتًا۔ انبت باب افعال سے ہے اور نبت باب نصر سے ہے۔

iii: کبھی مغایرت باب و مادہ دونوں اعتبار سے ہوتی ہے جیسے فاوجس فی نفسہ خیفۃً۔ اوجس اور خیفۃ کا مادہ اور باب مختلف ہے۔ لیکن معنی ایک ہے۔

سوال: مفعول مطلق کے فعل کو حذف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مفعول مطلق کے فعل کو حذف کیا جا سکتا ہے اور حذف کی دو صورتیں ہیں۔ (1) حذف جوازی (2) حذف وجوبی

(1) حذف جوازی

مفعول مطلق کے فعل کو کسی قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہوتا ہے۔ جیسے آنے والے کو کہا جائے خیرَ مقدمٍ۔ جو اصل عبارت یوں تھی۔ قدمتَ قدومًا خیرَ مقدمٍ قرینہ حال کی وجہ سے فعل کو حذف کر دیا گیا۔

(5) حذفِ وجوبی:

بعض اوقات مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب ہوتا ہے اور وہ مقام حسبِ ذیل ہیں۔

i. سماعی: اہلِ عرب سے اکثر اوقات مندرجہ ذیل مفعول مطلق کے افعال کو حذف کے ساتھ سنا گیا ہے۔

i. جیسے سَقْيًا اصل عبارت سَقَاكَ اللهُ سَقْيًا۔ ii. رَعْيًا اصل عبارت رَعَاكَ اللهُ رَعْيًا
iii. خَيْبَةً اصل عبارت خَابَ خَيْبَةً۔ iv. جَدْعًا اصل عبارت جَدَعَ جَدْعًا۔
v. حَمْدًا اصل عبارت حَمِدْتُ حَمْدًا vi. شُكْرًا اصل عبارت شَكَرْتُ شُكْرًا
vii. عَجَبًا اصل عبارت عَجِبْتُ عَجَبًا۔ ان تمام مثالوں میں اہلِ عرب کے نزدیک فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔

ii. حذفِ وجوبی قیاسی

مفعول مطلق کے فعل کو قیاساً حذف کرنا واجب ہے۔ قیاسی طور پر سے مراد یہ ہے کہ ان مفاعیل مطلق کے افعال کو حذف کرنا سماع پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ ان کے افعال کو حذف کرنے کا باقاعدہ قانون ہے۔ اور قیاسی طور پر مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنے کے مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔

i. مفعول مطلق نفی یا معنی نفی کے بعد مثبت واقع ہو اور ایسے اسم پر داخل ہو جس کی خبر نہ بن سکے۔

نفی کی مثال: مَا اَنْتَ اِلَّا سَيْرًا۔ جو اصل میں تَسِيْرُ سَيْرًا ہے۔
معنی نفی کی مثال: اِنَّمَا اَنْتَ سَيْرًا۔ جو اصل میں بھی تَسِيْرُ سَيْرًا ہے۔

ii. جب مفعول مطلق تکرار کے ساتھ واقع ہو رہا ہے۔ جیسے زَيْدٌ سَيْرًا سَيْرًا۔ اصل عبارت زَيْدٌ يَسِيْرُ سَيْرًا سَيْرًا۔ یہاں فعل کو حذف کرنا اس لیے واجب ہے کہ مفعول مطلق کا تکرار فعل کے قائم مقام ہے۔

(الاضمار علی شریطۃ التفسیر)

مفعول بہ کے فعل کو وجوبی طور پر حذف کرنے کا چوتھا مقام ذکر کیا جا رہا ہے۔ جس کو الاضمار علی شریطۃ التفسیر کہتے ہیں

سوال

الاضمار علی شریطۃ التفسیر کی وضاحت کریں؟

جواب

مفعول بہ کے عامل کو اس شرط پر حذف کیا گیا ہو کہ اس کی تفسیر آگے آ رہی ہو۔

یعنی ما اُضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر سے مراد وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کی ضمیر یا اس اسم کے متعلق میں عمل کے اعتبار سے مشغول ہو۔ لیکن اگر اس فعل یا شبہ فعل یا اس کے کسی مناسب کو اس اسم پر مسلط کر دیا جائے تو وہ فعل یا شبہ فعل یا اس کا مناسب اس اسم کو نصب دے جیسے زیدًا ضربتہ اور زیدًا مررت بہ اور زیدًا ضربت غلامہ، زیدًا [illegible]

سے زیدًا ضربتہ مثال اس کی ہے کہ جس میں ایک فعل ہے اور وہ فعل سالقہ اسم کی ضمیر میں عمل کر رہا ہے۔ اور اگر اس فعل کو ساقط اسم کے شروع میں لگا دیں تو یہ فعل اسم کو نصب دے گا اصل عبارت ضربت زیدًا ضربتہ

سے زیدًا مررت بہ

دوسری یہ مثال اس اسم کی ہے جس کے بعد زیدًا فعل اس اسم کی ضمیر میں عمل کر رہا ہے۔ اور اگر اس اسم کے مناسب کو اس اسم کے شروع میں لگا دیا جائے تو وہ فعل کا مناسب اس اسم کو نصب دے گا۔ اور وہ فعل کا مناسب جاوزت ہے گویا اصل عبارت جاوزت زیدًا مررت بہ

۳) زیدًا اکرمتُ غلامہٗ ۔

یہ مثال اس اسم کی ہے جس کے بعد ایسا فعل اس اسم کے متعلق میں عمل کر رہا ہے ، اگر اس اسم کے مناسب کوئی اس پر مقدم کیا جائے تو اس اسم کو نصب دیگا ۔ اور فعل کا مناسب اکرمتُ ہے ۔ اصل عبارت اکرمتُ زیدًا اکرمتُ غلامہٗ ۔

۴) زیدًا حبستُ علیہ

یہ مثال ایک اسم کی ہے جس کے بعد ایسا فعل اس اسم کی ضمیر پر عمل کر رہا ہے اور اگر اس اسم کے مناسب فعل کو مقدم کیا جائے تو اس کو نصب دیگا ۔ مناسب لابستُ ہے ۔ اصل عبارت لابستُ زیدًا حبستُ علیہ ہے ۔

Scanned with CamScanner

سوال

منادیٰ کے توابع کا حکم بیان کریں؟

جواب

منادیٰ مبنی کا وہ تابع جو مفرد ہو (تاکید، صفت، عطف بیان، بدل، اور ایسا معطوف جس پر حرف یا کا دخول ممتنع ہو) تو منادیٰ کے لفظی اعراب کے تحت یہ مرفوع ہوں گے۔ اور محل اعراب کے تحت منصوب بھی ہو سکتے ہیں۔ لفظوں پر محمول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ منادیٰ مبنی ہوتا ہے چونکہ مرفوع جیسا ہے لہٰذا تابع بھی مرفوع ہوگا۔ اور محل پر منصوب کرنے سے مراد یہ ہے کہ منادیٰ چونکہ حقیقت میں مفعول بہ ہے اس لیے وہ محلاً منصوب ہے تو توابع کو بھی منصوب پڑھ سکتے ہیں جیسے یا زیدُ العاقلُ اس کو یا زیدُ العاقلَ۔ اور یا زیدُ و الحارثُ و الحارثَ۔ یا غلامُ بشرٌ و بشراً۔ یا تمیمُ اجمعون واجمعین۔

البتہ اگر منادیٰ کا تابع معطوف ہو تو امام خلیل نحوی رفع کو پسند کرتے ہیں۔

جبکہ ابو عمرو نحوی اگر تابع معطوف ہو تو نصب کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور امام مبرد نحوی کے نزدیک اگر معطوف کلمہ الحسن کی طرح ہو (الف لام کو ساکت بھی پڑھا جا سکتا ہو اور الف لام کے بغیر بھی) تو وہ امام خلیل کے مذہب کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اگر کلمہ معطوف کو الف لام کے بغیر نہ پڑھا جا سکے تو امام ابو عمرو نحوی کے مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ جیسے النجم اور الصعق۔

وجہ یہ ہے کہ جب الف لام کا جدا ہونا ممکن ہو تو حرف یا کو داخل ماننا بھی جائز مگر کسی لفظ سے اگر الف لام کا جدا ہونا ممکن نہ ہو تو حرف یا کو داخل ماننا بھی جائز نہیں ہے اس لیے کہ یا کا اثر بھی اسے نہ دیا جا سکے گا۔

نتیجہ

منادیٰ مفرد ہو یا غیر مفرد ہو اور اس کا تابع بھی مفرد ہو یا غیر مفرد ہو تو خواہ اس کا اثر

صفت، تاکید، یا وہ معطوف جو معرف باللام ہو تو لفظی اعراب کے تحت رفع اور محلی اعراب کے تحت منصوب پڑھا جا سکتا ہے۔

② منادیٰ کا تابع اگر مضاف ہو تو وہ منصوب ہوگا۔ جیسے یا زید صاحب عمرو بکر۔ (منادیٰ کا توابع: تاکید، عطف بیان، صفت، معرف باللام)

③ منادیٰ کا تابع اگر بدل ہو یا ایسا معطوف ہو جس پر یا کا داخل کرنا منع نہ ہو تو اس کا حکم مستقل منادیٰ کا ہوگا۔ یعنی اگر کوئی تابع مبنی ہو تو منادیٰ مبنی کی صورت میں جو اس پر اعراب داخل ہوگا تابع مبنی کی صورت میں بھی وہی اعراب ہوگا۔ جیسے یا زید و عمرو، یا عبد اللہ عمرو۔ کیونکہ معطوف اور بدل تکرار عامل کے حکم میں ہوتے ہیں۔ گویا کہ حرف ندا مستقل ان پر داخل ہوا ہے، تو حرف ندا کے دخول کے وقت منادیٰ کی جو حالت ہوگی وہی اس کی بھی ہوگی۔

④ منادیٰ اگر علم ہو اور اس کی صفت لفظ ابن یا لفظ ابنۃ ہو اور وہ لفظ ابن یا ابنۃ کسی دوسرے علم کی طرف مضاف ہو تو ایسے منادیٰ کو فتح پر مبنی کرنا مختار مذہب ہے۔ جیسے یا زیدَ بنَ عمرو۔ یا ھندَ بنتَ بکر۔

سوال

منادیٰ اگر معرف باللام ہو تو اسے کیسے ذکر کیا جائے گا۔

جواب

منادیٰ اگر معرف باللام ہو تو حرف ندا اور منادیٰ کے درمیان کوئی فاصل لایا جائے گا۔ تاکہ دو حرف تعریف کا اجتماع لازم نہ آئے۔ جیسے یا ایھا الرجلُ۔ یا ھذا الرجلُ۔

اور ایسی صورت میں منادیٰ پر ہی حرف ندا داخل کیا جائے گا۔ کیونکہ در اصل اسی کو ندا دینے کا ارادہ کیا گیا ہے اور ایسے منادیٰ

سوال منادی اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جائے تو اس پر کون سا اعراب ہوگا۔

جواب منادی اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس پر (4) قسم کا اعراب پڑھا جا سکتا ہے۔ (1) یائے ساکن کے ساتھ جیسے یَا غُلَامِیْ (2) یا کو حذف کرنے کے ساتھ یَا غُلَامِ۔ (3) یا پر فتحہ کے ساتھ یَا غُلَامِیَ۔ (4) یا کو الف کے ساتھ بدلنے کے ساتھ جیسے یَا غُلَامَا۔

فائدہ وقفی حالت میں ان تمام اعرابوں میں ھا کو داخل کیا جا سکتا ہے جیسے یَا غُلَامِیْہ۔ یَا غُلَامِہْ۔ یَا غُلَامِیَہْ۔ یَا غُلَامَاہْ۔

سوال کلمہ اب، ام اگر منادی ہوں اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کو کتنے اعرابوں کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب کلمہ اب اور ام اگر منادی ہوں اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو چار اعرابوں کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ (1) یائے ساکن کے ساتھ (2) یا کو حذف کرنے کے ساتھ (3) یا کو فتحہ کے ساتھ (4) الف سے بدلنے کے ساتھ۔ ان مذکورہ اعراب کے ساتھ ساتھ مزید ان اعراب کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ (1) یا کو تا کے ساتھ بدل کر اور تا پر فتحہ اور کسرہ دونوں اعراب داخل ہو سکتے ہیں جیسے یَا اَبَتِ۔ یَا اَبَتَ۔ یَا اُمَّتِ۔ یَا اُمَّتَ۔ اور تا کے آخر میں الف کو بھی داخل کیا جا سکتا ہے، یَا اَبَتَا۔ یَا اُمَّتَا۔ البتہ یا کو داخل نہیں کر سکتے یَا اَبَتِیْ، یَا اُمَّتِیْ نہیں پڑھ سکتے۔

سوال یَا ابْنَ اُمَّ اور ابْنَ عَمَّ کا اعراب بیان کریں؟

جواب ان میں بھی غلامی کی طرح چاروں قسم کا اعراب پڑھا جا سکتا ہے (یائے ساکن کے ساتھ، حذف کے ساتھ، یا کو فتحہ کے ساتھ، الف سے بدلنے کے ساتھ) اور مزید ایک اعراب کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ یا کو حذف کر دیا جائے اور آخر میں کسرہ کی بجائے فتحہ دیا جائے جیسے یَا ابْنَ اُمَّ۔ یَا ابْنَ عَمَّ۔

ـۂ تابع پر اعراب دوسرے تابع والا ہوگا ۔

اعتراض

لفظ الذی پر بھی تو الف لام داخل ہے تو آپ کے مذکورہ قانون کے مطابق یا الذی کے درمیان فصل نہیں ہوتا ؟

جواب

کلمہ الذی میں الف لام محذوف حروف کے عوض میں ہے اور حروف کے ساتھ شدت اتصال کی وجہ سے کلمہ کا جزء بن گیا ہے گویا کہ الذی میں الف لام تعریف کے لیے نہیں بلکہ حروف اصلیہ کے عوض میں ہے جس کی وجہ سے دو حرف تعریف کا اجتماع لازم نہیں آتا۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ صرف لفظ الذی کے ساتھ خاص ہے کسی اور کے لیے نہیں ۔

سوال

منادی کی اگر تکرار کی صورت میں ہو تو اس پر کون سا اعراب داخل ہوگا

جواب ۔ منادی اگر تکرار کی صورت میں واقع ہو اور کسی دوسرے کلمہ کی طرف مضاف ہو تو اس پر منادی ہونے کی وجہ سے ضمہ بھی پڑھا جا سکتا ہے اور منادی مضاف ہونے کی بناء پر نصب بھی پڑھا جا سکتا ہے ۔ جیسے
یا تیمُ تیمَ عدی ۔ اور یا تیمَ تیمَ عدی ۔

فائدہ

دوسرا کلمہ تیم پر صرف نصب ہی پڑھا جائے گا ۔ چونکہ یہ منادی مضاف کا تابع ہوگا ۔ یا تابع مضاف ہوگا ۔ دونوں صورتوں میں صرف نصب پڑھا جائے گا ۔